گفتگو بند نہ ہو

(مراٹھی نظموں کے تراجم)

وقار قادری

کتاب دار

© جملہ حقوق آسیہ وقار

کتاب کا نام	:	گفتگو بند نہ ہو (مراٹھی نظموں کے تراجم)
مترجم	:	وقار قادری
اشاعت اول	:	۲۰۱۷ء
تعداد	:	پانچ سو
سرورق	:	شاداب رشید
کمپیوگرافی	:	شفیق انجم
قیمت	:	۱۵۰ روپے لائبریری قیمت: ۲۵۰ روپے
پبلشر	:	کتاب دار، جلال منزل، ٹیمکر اسٹریٹ، ممبئی-8
ملنے کے پتے	:	کتاب دار، فون: 9869321477 مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ممبئی-3 سیفی بک ڈپو، ممبئی-3

GUFTUGU BAND NA HO (Marathi poetry collection)

by Vaqar Qadri

Add: Asmita Vintage-1, B-502, Naya Nagar, Mira Road(E),
Dist: Thane - 401107. Contact : 022 28115693 / 9867798042
E-mail: vaqarkadri@yahoo.in

Ist Edition: 2017
Compugraphy: Shafeeq Anjum
Cover Design: Shadab Rashid
Rs. 150/- Library Rs. 250/-
Publisher: KITAB DAAR,108/110, Jalal Manzil, Gr. Floor,
Temkar Street, Mumabi - 400 008,
Tel : 2341 1854 / 9869-321-477 / 9320-113-631

(یہ کتاب پرتیک آفسیٹ پریس، گائے واڑی ممبئی سے شائع ہوئی ہے۔)

فہرست

(حرفِ تہجی کے مطابق)

ایک خط	زبیر رضوی	8
مراٹھی نظم-ایک اجمالی جائزہ	وقار قادری	10

نمبر	شاعر کا نام	نظم کا عنوان	صفحہ نمبر
۱	اُتّم کولگاؤکر	نظم	14
۲	اجے کانڈر	بارش	16
		دونظمیں	17
۳	ارون مہاترے	سارا دِن	18
۴	اقبال مقادم	چپّی سادھے ہوئے	19
۵	انجلی کلکرنی	نظم	20
		نظم	21
۶	انورادھا پاٹل	کاغذ پر نظمیں نہ اگاؤ	22
۷	انورادھا پوتدار	اور بھی سب آساں ہو جائے گا	24
۸	اشوک نائیگاونکر	وہ اور تم	25
۹	اشونی ڈونگرے	ضعیف الاعتقادی	26
۱۰	ایشور پاٹیکر	میں اپنی نظم لوٹانا چاہتا ہوں!	27
۱۱	بابا محمد عطار	درمیانی راہ سے	30
۱۲	بّبن لونڈھے	پیاری ماں	32
۱۳	بھگوان بھوئیر	سدا سہاگن	34
۱۴	پربھا گانورکر	استقبال	35
		درختوں ہی سے سیکھا ہے	36

گفتگو بند نہ ہو...

۱۵	پردیپ ادھیکاری	قحط	37
۱۶	پرساد کلکرنی	نئے سال کو سلام	39
۱۷	پرشانت اَسنارے	کچھ پتہ نہیں چلتا	40
۱۸	پرلھاد لیتکر	مداری	41
۱۹	جگدیش دیوپورکر	تبدیلیٔ مذہب	46
۲۰	چدارام بلہارے	لڑائی	47
۲۱	چیتن ویدیہ	داستانِ گجرات	48
		فرنٹ پیج فُل ہیڈلائن	51
		کوڑا اُٹھانے والا کرین	51
۲۲	دنیش گاوَنڈے	اپنے جنم دن پر	52
۲۳	راجیش کولمبکر	میں نے کہا	53
۲۴	رام پنڈت	طویل عرصے کے بعد	54
۲۵	رجنی پرولیکر	رانی	55
۲۶	رضیہ پٹیل	سرحد پار	56
۲۷	رفیق سورج	فساد	57
۲۸	رگھو دنڈوتے	میری مانو تو	58
۲۹	رمیش اواڈھ	اداسی	63
۳۰	ستیش ڈیریکر	آخر ایسا کیوں ہے؟	60
۳۱	ستیش کالسیکر	گفتگو بند نہ ہو	62
۳۲	ستیش کھانولکر	مکان	63
۳۳	ستیش سولنکی	احساس	64
		فوٹو	65
۳۴	سچن کیتکر	نظم	66

۳۵	سدانند دبیر	اس شہر نے مجھے	67
		ساری نظمیں	68
۳۶	سدھیر برہمے	خود کلامی	69
۳۷	سریتا پدکی	دو نظمیں	70
۳۸	سریش پاچکوڑے	چیونٹی	71
۳۹	شریش پئی	دل دینے والے لوگ	72
۴۰	سشیلا پگاریا	آزادیٔ نسواں کے اس دور میں	73
۴۱	سندیپ بوڈکے	شبد	74
۴۲	سندیش ڈھگے	نیا گھر	75
		غیر شادی شدہ حجام کے من میں اٹھتے سوالات	76
۴۳	سہاس ایکسمبیکر	مقام پوسٹ بامیان	78
۴۴	سہاسنی ارلیکر	معلّق	79
۴۵	شلپا دیش پانڈے	گھٹن	80
۴۶	گروناتھ سامنت	ڈونٹ ڈسٹرب می	82
		دو نظمیں	83
۴۷	گنیش وسئی کر	پرانی نظموں کو تھرڈ ڈگری	84
۴۸	لیلا دھر کسارے	ساودھان	85
۴۹	مبارک شیخ	خریدار	86
		مہذب	86
۵۰	ملکہ امر شیخ	مہانگر	87
		اسی لیے	88
		طوفان	89
۵۱	منیشا سادھو	ذمہ داری	90

۵۲	منگیش پاڈگاؤنکر	کھیل	92
		ایک واقعہ	92
۵۳	منیا جوشی	مسز لیمیے کے لیے اناؤنسمنٹ	93
۵۴	مہندر کرگھوڑے	بازار	94
۵۵	مہیش سیدانے	جلق	96
۵۶	میگھا سامنت	نوآبادکاری	97
۵۷	نارائن کوٹھیکر	کھیل	99
۵۸	نتین تیندولکر	نظم ایسی ہو	101
۵۹	واسنتی مجمدار	بھیگ جانے کو نئی دھوپ میں	103
۶۰	واسو ویدیہ	نظم	104
۶۱	وجیا سنگھوی	کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے	106
۶۲	ورجیش سولنکی	غصہ	107
		دعا کرو بھئی دعا کرو	108
		ظفر اور میں	110
۶۳	وسنت اباجی ڈھاکے	بچے ہنس رہے ہیں	113
۶۴	وسنت دتاریہ گرجر	سنت سکھو	115
۶۵	وویک موہن راجاپورے	پتھروں کے شہر کی نبض	116
۶۶	ہیرا بنسوڈے	طلوع آفتاب	119
۶۷	ہیمنت دیوٹے	آج کی بات (ایک کولاژ)	120
		روزنامچہ	123
۶۸	یشودھرا ساٹھے	تین نظمیں	125
		ایک شب جل اٹھے جسم نے	128

اردو مراٹھی مترجم

ڈاکٹر رام پنڈت کے نام

نرم دمِ گفتگو گرم دمِ جستجو

ایک خط!

برادرم وقار قادری

تسلیم! خط مل گیا تھا۔ مجھے آپ کا کام پسند ہے اس لیے آمادگی کے ساتھ جو کچھ فی الفور لکھ سکا وہ حاضر ہے۔

اردو میں ہندوستان کی کچھ بڑی علاقائی زبانوں جیسے ملیالم، بنگالی، مراٹھی، کنڑی اور تامل زبانوں کے ادب پاروں کے تراجم کے سلسلے کی کڑی ابھی ٹوٹی تو نہیں لیکن اردو میں دوسری زبانوں کے ساتھ آدان پردان کا یہ سلسلہ کمزور ضرور ہوتا جارہا ہے۔ ساہتیہ اکادمی اور نیشنل بک ٹرسٹ کی سطح اردو میں ایسے تخلیقی لین دین کا سلسلہ اس لیے ابھی جاری ہے کہ یہ ان اداروں کے مقاصد اور ان کے طریقۂ کار کی ضرورت بھی ہے اور تقاضا بھی۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اردو کے ادیب اور بعض قاری اور نقاد انگریزی، فرانسیسی، روسی، جرمنی اور لاطینی امریکہ میں بولی اور لکھی جانے والی زبانوں کے ادبی اور تخلیقی شاہ کاروں اور ان کے لکھنے والوں سے جس قدر تفصیل سے تراجم کے حوالے سے واقف ہیں وہ صورتِ حال ملک کی علاقائی زبانوں ملیالم، بنگالی، تامل، مراٹھی، کنڑ اور گجراتی کے سلسلے میں نہیں ہے ان زبانوں کے معاصر ادبی منظر نامے سے ہم کم کم ہی واقف ہیں اس کی وجہ ایک دوسرے کی زبان اور اس کے تراجم اور مشترک سرگرمیوں کے ذریعے ایک دوسرے کے قریب لانے سے عدم دلچسپی ہے۔ یہ صورتِ حال اردو ہی کے ساتھ مخصوص نہیں دوسری زبانوں کے اہلِ علم بھی اپنے ہی ملک کے ادبی رویوں اور رجحانات سے باخبر رہنے میں اپنی دلچسپی نہیں دکھاتے۔ اس پورے منظر نامے میں ملکی سطح پر ایک دوسرے کے ادب سے واجب جانکاری کو جس انہماک کے ساتھ مراٹھی۔ اردو کے درمیان فروغ دینے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں وہ امتیازی بھی ہیں اور مثالی بھی۔ ہندی اور اردو کے درمیان ادبی آدان پردان سے قطع نظر اگر صرف مراٹھی۔ اردو کی بات کریں تو دونوں زبانوں کے درمیان تخلیقی لین دین کا سلسلہ خاصا امید افزا ہے اس آدان پردان پر لین دین میں ایک دو نہیں بلکہ اردو کے کئی متحرک اور فعال ادیب سرگرم ہیں اس سارے سلسلے میں ترازو کا جو پلڑا بھاری ہے وہ اردو والوں کا ہے۔ چونکہ خالص یا صرف مراٹھی جاننے والوں کی بڑی اکثریت اردو زبان اور اس کے رسم الخط سے واقف ہی نہیں لیکن یہ ذولسانی مہارت اردو والے کو میسر ہے، چونکہ اردو کا طالب علم اسکول کی سطح پر اردو بھی پڑھتا ہے، مراٹھی بھی اور ہندی بھی۔ ذولسانی تو مراٹھی والا بھی ہے کہ اپنی مادری زبان کے علاوہ وہ ہندی بھی جانتا ہے۔ اس لسانی پیچیدگی کی بناء پر مراٹھی۔ اردو کے درمیان اس دوطرفہ ادبی اور تخلیقی تراجم کے ذریعے

لین دین کی ذمہ داری وقار قادری جیسے نوجوان دوستوں پر زیادہ آپڑی ہے۔میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ مراٹھی زبان کی تخلیقی خوبیوں کا بھرپور ادراک رکھتے ہیں اور اس زبان سے ترجمہ کرنے پر بھرپور دسترس رکھتے ہیں لیکن ان کے تراجم خواہ وہ نظم کے ہوں یا مراٹھی افسانے، ان سے یہ ضرور اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اردو زبان کی طرح مراٹھی زبان پر بھی قدرت رکھتے ہیں اسی لیے ان کے تراجم میں تاثر کا عنصر اسی مقدار میں شامل رہتا ہے جو حقیقی فن پارے نے اپنے قاری پر چھوڑا تھا۔اردو۔مراٹھی کے درمیان وقار قادری اور ان کے بے شمار ہم عصر ادیبوں نے ان کے درمیان جو ادبی افہام کا پل بنانے کی سرگرمی جاری رکھی ہے اس کی قدر نہ کرنا زیادتی بھی ہوگی اور ناشکری بھی۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو۔مراٹھی میں ان کے بہترین ادب کو منتقل کرنے کے اس کام میں اردو دنیا اور اردو ادارے وقار قادری جیسے ادیبوں کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

اردو- مراٹھی کے ادبی دھاروں کی بات کریں تو میں کہنا چاہوں گا کہ مراٹھی شاعری ہیئت، مواد اور موضوع کی بیشمار تبدیلیوں کو قبول کرتی ہوئی آج اپنے شعری آہنگ اور مزاج کے اعتبار سے خاصی مختلف اور جدید لہجے کی مراٹھی شاعری زندگی سے بے محابا انداز میں کچھ اس طرح جڑ گئی ہے کہ اس تکلف اور رسمی سلوک کے سارے پردے اپنے درمیان سے اٹھا دیئے ہیں۔مراٹھی کا جدید شاعر برملا انداز میں آج کی زندگی کے روبرو آکر اس سے بے تکلف مکالمہ کرتا ہے۔

مراٹھی کے چند نئے شاعروں کی نظموں کا انتخاب پیش کیا جا رہا ہے جو وقار قادری نے مراٹھی سے براہِ راست اردو میں کیا ہے۔اردو نظم مراٹھی کی نظموں کے اس لب و لہجے اور ایسے موضوعاتی تنوع سے بڑی حد تک خالی ہے۔اردو قارئین سے مراٹھی ادب کو متعارف کرانے کا سلسلہ ایک تسلسل کے ساتھ جاری ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مراٹھی ادب کی معیاری سمجھ رکھنے والا اردو ادیبوں کا ایک بڑا حلقہ ہے جو آزادی کے بعد اس کے افسانوی اور شعری ادب کے مستند اور معتبر ترجموں کو اردو کے ادبی حلقوں تک پہنچاتا رہا ہے۔

وقار قادری بھی ایسے اردو ادیبوں میں آگے آگے ہیں وہ ”دلت کتھا“ کے نام سے نمائندہ مراٹھی دلت کہانیوں کا ترجمہ کرکے ساہتیہ اکادمی کا ’ترجمہ ایوارڈ‘ پا چکے ہیں............

میں وقار قادری جیسے فعال ادیبوں کو اپنی اس تحریر کے ذریعے ان کی سرگرمیوں کی بھرپور داد دیتا ہوں۔

زبیر رضوی ۱۳ر اکتوبر ۲۰۰۹ء

مراٹھی نظم۔ایک اجمالی جائزہ

مراٹھی کی شعری روایت بہت قدیم ہے۔تقریباً سات سو سال پرانی اس روایت میں ایک موڑ ۱۹۴۵ میں آیا۔جب نئی شاعری اپنی شناخت بنانے کی کوشش کر رہی تھی، یہ وہی جڑیں ہیں جن پر آج کی شاعری اپنے پاؤں پھیلائے کھڑی ہے۔

۱۹۶۰ کے بعد مراٹھی نظم نے ایک اور کروٹ لی۔مراٹھی کے ممتاز شاعر بال کرشن مرڈھیکر کے مطابق اس دور کی سماجی، سیاسی اور تہذیبی تبدیلیوں کو زندگی کے ہر شعبہ میں محسوس کیا جا رہا تھا۔چنانچہ ادب بھی اپنی نئی جہت اور نئے موضوعات تلاش کر رہا تھا، مراٹھی شاعری خاص طور پر نظم نے بھی اس کا اثر قبول کیا۔اور مراٹھی شاعری میں کئی عصری موضوعات کا اضافہ ہوا۔کیشوسوت سے لے کر مرڈھیکر تک نے ملازمت پیشہ، متوسط طبقے کے مسائل اور ان کی مشکلات کو شعری پیرایہ عطا کیا۔کیشوسوت نے مراٹھی شاعری میں خود شناسی اور رومانی عنصر کو پہلی مرتبہ روشناس کرایا۔وہ ذاتی قدروں، انسان اور فطرت، کائنات وغیرہ کو بیان کرتے ہیں۔ان کی اکثر نظموں کا بنیادی خیال تھا کہ انسان دنیا کو تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

یورپ کے نشاۃ ثانیہ کے بعد سائنسی علوم کی اہمیت اور کائنات کے رموز کے دروازے کھلنے لگے۔اس عہد کے دانشوروں مارکس، اینگلس، فرائڈ اور اس کے بعد برٹرنڈ رسل اور ژاں پال سارتر وغیرہ کی فکر نے دنیا کی تمام شاعری پر اپنا اثر ڈالا جس کی وجہ سے سماج میں انسان کی اہمیت، آزادئ فکر، عورت اور مرد کے جنسی رشتے، باہمی تعلقات جیسے موضوعات پر نئے سرے سے غور ہونے لگا۔

اس دور میں مراٹھی شاعری میں جو نمایاں رجحانات سامنے آئے انفرادی یا ذاتی درد و غم، عوامی مسائل اور رومانی موضوعات بال کرشن مرڈھیکر، شرد چند، مکتی بودھ اور پو۔شی۔ریگے وغیرہ کے یہاں اس کی مثالیں مل جاتی ہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے اثرات ساری دنیا میں محسوس کیے گئے۔ہیروشیما اور ناگاساکی پر بم باری اور لاکھوں بے گناہوں کے خون نے لوگوں کو زندگی کی معنویت پر سوچنے کے لیے مجبور کر دیا۔سائنسی ترقی

کے منفی پہلو اپنا بھیانک چہرہ لے کر سامنے آئے اور ایک نئی قسم کی سوچ ابھر کر سامنے آنے لگی۔

انیل اور م۔م۔ دیشپانڈے سے مراٹھی شاعری میں آزاد نظموں کا سلسلہ شروع ہوا حالانکہ یہ نظمیں اردو کی موجودہ آزاد نظموں سے مختلف ہیں۔ اس کے بعد گراموپادھے، بور کر۔ی۔د۔ بھاوے، کسما گرج، من موہن، پدما، وا۔را۔ کانت، اندرا سنت، سنجیونی، وندا کرندیکر، ماڈگلکر، نکمب، وسنت باپٹ، شانتا شیلکے، سدا نند ریگے، شنکر رمانی، پدمالوکور، منگیش پاڈگاؤنگر، اُم۔ دیش پانڈے وغیرہ نے آزاد نظم کی ایک مستحکم روایت قائم کی۔

۱۹۵۰ سے ۱۹۶۰ کی دہائی کو نئی کویتا کی دہائی کہا جاتا ہے، اس عہد کی شاعری پر مرڈھیکر کا اثر واضح نظر آتا ہے۔ انسانی دکھ سکھ، اقدار اور بنیادی اخلاقیات کو آسان شبدوں میں پیش کرنے میں وہ ابھنگوں کی صنف کا استعمال کرتے تھے۔ اس کے علاوہ چند شاعر ایسے بھی تھے جو ترقی پسند اور روشن خیال تھے اور نئے عہد کے حالات اور مسائل کو بخوبی بیان کرتے تھے۔

۱۹۶۰ کے بعد کی نسل مایوسی اور محرومی کا شکار تھی، بے روزگاری اور اسی جیسے دیگر مسائل نے انہیں ایک قسم کے فرسٹریشن میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ کھلے لفظوں میں اپنے غم و غصے کا اظہار کرنے لگے تھے۔ نئی اور پرانی نسل میں قدروں کا ٹکراؤ شروع ہو گیا۔ نارائن سُروے، آرتی پربھو، دھامسکر، سریش بھٹ، دیا پوار، تلسی پرب، گریس، گروناتھ دھوری، مہانور، وسنت اباجی ڈھاکے، ستیش کالسیکر، یشونت منوہر پربھا گانورکر، رجنی پرولیسکر، ہیمنت جوگلیکر، نارائن کلکرنی، نرنجن اُزگرے، انورادھا پاٹل، انل دراوڑ، ملکہ امر شیخ اس عہد کے چند نمایاں نام ہیں۔ اپنی فکر اور اسلوب کے اعتبار سے سبھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

نارائن سُروے دلت سماج سے تعلق رکھتے تھے، اپنی زندگی کے تلخ تجربات اور حقائق کو انہوں نے بڑی بے باکی سے اپنی شاعری میں بیان کیا ہے۔ مہانور دیہات کی سادہ زندگی اور فطری سادگی بڑی خوبی سے پیش کرتے ہیں۔

ان میں چند شاعر ایسے بھی تھے جو اپنے باغیانہ تیور اور ننگی سچائیوں کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں جن میں ارون کولہٹکر، منوہر اوک، بھال چند نیماڑے، نام دیو ڈھسال کافی اہم ہیں۔ ان میں سے کچھ آئین ہند کے معمار ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کے خیالات سے متاثر ہیں اور اپنے پرکھوں کے ورثے سے انکار کرتے ہیں۔ دلت شاعروں کی تحریک نے ڈاکٹر بھیم راو بابا صاحب امبیڈکر کو اپنا فکری رہنما تسلیم کیا اور اعلا طبقے کے مظالم اور مذہبی ٹھیکے داروں کے استحصال، ذات پات کے بھید بھاؤ کے

خلاف ایک نئے قسم کی باغیانہ اور سخت لب و لہجہ والی شاعری سامنے آئی۔

نارائن سُروے، نام دیو ڈھسال، کیشو مشرام، سہاس سوناونے، بھجنگ مشرام، پرگیہ دیا پوار، جیوتی لانجیوار، ہیرا بنسوڑے وغیرہ اس قسم کی شاعری کے ممتاز نام ہیں۔

دلت شاعری کے بارے میں عام خیال ہے کہ اس میں شاعرانہ عنصر کم اور سطحیت زیادہ پائی جاتی ہے، اپنے باغیانہ تیور کی وجہ سے یہ نعرے بازی سے قریب ہو گئی ہے مگر یہ تلخ تجربات اور سفاک حقائق کو بیان کرنے میں کامیاب ہے۔

۱۹۸۰ کے بعد جو نئی نسل سامنے آئی ہے وہ چھندوں اور آہنگ سے عاری شاعری کو اہمیت دیتی ہے۔ زبان اور بیان کے اعتبار سے اس کا اسلوب مراٹھی کی روایتی شاعری سے بالکل مختلف ہے۔ زبان کو سجانے اور اسلوب کو سنوارنے کا سلیقہ ان کے یہاں کم کم ہی ملتا ہے اس لیے اسے بہ آسانی سمجھ پانا مشکل ہے مگر ان کے ہمہ جہت موضوعات اور نیا پن قاری کو متوجہ کرنے میں کامیاب ہے۔

مراٹھی زبان میں مہادمبا کے بعد جنا بائی، مکتا بائی، وینا بائی، سنت بہنا بائی اور پریما بائی جیسی اہم سنت شاعرات ہو گزری ہیں۔ یہ شاعرات نام دیو، تکارام، ایکناتھ، رام داس جیسے سنت شاعروں ہی کے تقریباً ہم عصروں میں سے رہی ہیں۔

انیسویں صدی کی ابتداء میں لکشمی بائی تلک، لکشمی بیہرے، منورما راناڈے، شاردا بائی پرانجپے، شانتا بائی پھنسے کے نام مراٹھی شاعری میں قابل ذکر ہیں۔

انیسویں صدی کی دوسری دہائی سے ہندوستانی عورت نے گھر بار، چولہا چوکی، بچے بالے اور گھر کی دہلیز کو پھلانگ کر سیاسی، سماجی، علمی، ثقافتی میدانوں میں قدم رکھا۔ باوجود اس کے ان کی شاعری پر عشق اور غمِ ہجراں کا ہی اثر غالب رہا۔ اس حصار کو توڑنے کا کام بہنا بائی، اندرا سنت، انورادھا پوتدار، یشودھرا ساٹھے، سریش پئی، انورادھا پاٹل، نیرجا، یوگینی جوگلیکر، اوشا لیمئے، سُشیلا مراٹھے، لیلا راجے پٹوردھن وغیرہ نے کیا۔

۱۹۳۰ء سے ۱۹۵۰ء کے دوران اندرا سنت نے مراٹھی شاعری میں اپنی علاحدہ شناخت بنا لی۔

۱۹۵۰ء کے بعد مراٹھی زبان میں نسائی شاعری نے گھر آنگن پھلانگنے کے بعد در آنے والی مشکلات کو شاعری کا موضوع بنایا۔

۱۹۶۰ء کے بعد کا دور مراٹھی زبان میں نسائی شاعری کا باغی دور کہلاتا ہے۔ اقتصادی مسائل، ٹوٹتے

خواب، تنہائی، سماجی تضاد، آزادیٔ نسواں، جنسی مسائل، جہیز کی لعنت، خودکلامی جیسے موضوعات اب مراٹھی نسائی شاعری میں درآنے لگے ہیں۔ ان کی شاعری میں مرد عورت کے باہمی تعلقات، نفسیاتی الجھنیں اور عورت کی بے بسی کو بیان کیا جاتا ہے۔ ایسے مسائل جن کا اظہار خواتین کے لیے خلافِ تہذیب تسلیم کیا جاتا تھا وہ بڑی بے باکی سے پیش کر دیتی ہیں۔

بہر حال، اس انتخاب میں شامل کچھ شعرا کو چھوڑ کر بیش تر شعرا ساٹھ کی دہائی کے بعد سے اور کچھ شعراء بالکل نئی نسل سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا اظہار اپنے پیش رو شعراء سے مختلف ہے۔ وہ حالات سے خوف زدہ ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ اس کا مقابلہ کرنا جانتے ہیں اسی لیے یہ شاعری اردو کی روایتی شاعری سے مختلف محسوس ہوگی۔ موضوع اور آواز کے اعتبار سے ان کا ذائقہ اردو والوں کے لیے شاید کچھ نیا ہی ہو، ان میں کہیں نعرے بازی کی شکایت بھی ہو سکتی ہے۔

بہرکیف آپ کی رائے کا منتظر ہوں۔

یعقوب راہیؔ، شمیم عباس، شاہد ندیم، شفیق انجم اور شاداب رشید کا میں شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں تعاون کیا۔

وقارؔ قادری

۲۰۱۷ء

نظم

☆ اُتّم کولگاوَکر

لوگ ہمارے کام سے خوش نہیں ہیں
ان کے چہرے سے خفگی عیاں ہے!
ایسے میں ان کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں
وہ دندنانے لگتے ہیں
ان کے اس رویے کو سمجھنے کی ضرورت ہے
ان کے پاس بندوقیں، تلواریں، تیر تفنگ
ایسا کوئی ہتھیار نہیں ہے!
نہ ہی وہ بم بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں
وہ اپنے پاس بیلچا، کوئتہ، کٹّا، غلیل
جیسے ہتھیار ہی رکھتے ہیں
جو ان کے بچاؤ
اور زندہ رکھنے کے لیے کافی ہیں!!
مگر ان میں دھاردار (تیز) شبد پھینکنے والے
دھماکہ خیز نظمیں کہنے والے بہت ہیں!

ان کی نظموں سے
خون کھول اٹھتا ہے
مٹھیاں بھینچ جاتی ہیں!!
اس لیے، جناب عالی!
ہم جاننا چاہیں گے
یہ نظم کوئی بھیانک ہتھیار تو نہیں؟
اس کی جانچ کروائی جائے
ماہرین سے رائے طلب کی جائے!!
یہ بھی کہا جاتا ہے
ہتھیاروں کو تو نیست و نابود کیا جا سکتا ہے
مگر نظم کو تباہ کرنا ممکن نہیں ہے!!

●●

بارش

☆ اجے کانڈر

عورتیں، بارش نہیں چاہتیں
بارش نہیں چاہتی عورتیں
اس ڈھلتی عمر میں
بارش حسب معمول
اب بھی ہوتی ہے، لیکن اب وہ
سہ نہیں پاتیں موٹی موٹی بوندیں
جسم پہ جب ٹپ ٹپ گرنے لگتی ہیں
خاموشی سے بھیگنا پڑتا ہے/ اور بار بار بدلنے پڑتے ہیں کپڑے
سکھانا پڑتا ہے صبح و شام
نہ چاہتے ہوئے بھی ہوتی رہتی ہے بارش
وقت بے وقت/ کھیت میں، راہ میں کہیں بھی
عورتیں اس وقت اپنے آپ کو سنبھال لیتی ہیں
کھیتوں میں جھکتے ہوئے
بارش ہونے پر عورتیں
آپس میں باتیں کرتی ہیں
کہیں چھپ کر
جان سے عزیز / راز کی باتیں / اور
بھیگے ہوئے جسم سے چن لیتی ہیں
دانا دنکا
دوری رکھ کر اک دوجے کے بیچ

●●

دو نظمیں

☆ اجے کانڈر

(۱)

تو اب
یہ ضروری نہیں ہے کہ
معاملے کی لکھت کروائی جائے/تفصیل خود بخود مل جاتی ہے
اب تو بحث میں بھی/مل جاتے ہیں سراغ
اور کہیں کہیں مل جاتے ہیں وہ
Remix گیت کے لفظوں کی مانند

(۲)

پرسوں
دادا نے کہا
یوں تو گاؤں شانت رہتا ہے
بچوں نے کہا/ہمیں گرو جی نے ایک ماہ کی چھٹی دی ہے
الیکشن جو آئے ہیں/ پارٹی کا جلسہ ہوگا
پھر سب ایک دوسرے کی جانب
ترچھی نظروں سے دیکھیں گے
یہ کہہ کر بچوں نے
شور مچایا
اب مزے ہی مزے ہیں

●●

سارا دن

☆ ارون مہاترے

آکاش کی کھڑکی وا ہوتے ہی
چڑیا مجھے جگاتی ہے
بیگم چائے کی پیالی دے کر
دور نگر کو جانے والی / کشتی میں بٹھاتی ہے
ابّو تب اخبار لیے پڑھتے ہوتے ہیں
بچے بھی کسی گیند کی مانند
کہانی کے کسی جنگل میں / مجھے اچھال دیتے ہیں
گھنی دھوپ، جب یادوں کو سلجھاتی رہتی ہے
تب میں اک چڑیا بن کر
اس میں الجھتا جاتا ہوں
شام ہونے پر / جامنی رنگ کی جرسی پہنے
سورج کار لیے
نکڑ تک لے آتا ہے
میں سمندر کے کنارے بیٹھ جاتا ہوں
جب بھیڑ ریت بن کر کنارے پھیل جاتی ہے
ڈر کے مارے ماں کی انگلی تھامے
کسی اسکول کے بچے جیسا
اندھیرے کا بستہ کاندھوں پر لٹکائے
اپنے گھر لوٹ آتا ہوں

●●

چپّی سادھے ہوئے

☆ اقبال مقادم

زبان کاٹ کر کہہ رہے ہیں
تو سچ بول
اصلی گھی میں لت پت ہو کر
تم بجاؤ تاشا (اقتدار) کے ڈھول!
ناپسندیدہ جنگل کی راہیں / ہریالی کا ناش ہوا ہے
جنگلی سوروں کی مانند / بدمست اور آوارہ
تعلقات کے پُل باندھ کر
بوڑھے بیل کھڑے ہیں
ہاتھ بھی اپنے پیٹھ بھی اپنی
تھپتھپائے جاؤ، اِتراؤ!!
کسان کو پیاس بھی لگتی ہے / بھوک بھی
اور گھر کے مسائل بھی
دمڑی ملے نا جیتے جی اُسے / مرنے پر وہ ہو جائے انمول
مشعلیں ساری بجھی پڑی ہیں / جرمانے بے معنی
مستی میں ڈوبا مرد یہاں کا
چپّی سادھے دوار کھڑی عورت!!!

••

نظم

☆ انجلی کلکرنی

اپنی وہ پہلی مُسکان
یوں ہی قایم رکھو
مجھ کو اس میں شرابور ہو لینے دو
تم یوں ہی مسکاؤ
جیون جینے کے
ہاتھ لگے سُر میں
مجھے مدہوش ہونے دو
تم۔۔۔۔۔اپنی
وہ پہلی سی مسکان، بنائے رکھو
آئینے سے شفاف چہرے پر
مورپنکھ کے رنگ
مجھے جی بھر کے دیکھ لینے دو!!

••

نظم

☆ انجلی کلکرنی

میں: دنیا کی

لِنگ: عورت

نام: محترمہ فلاں فلاں

عمر: فلاں

رنگ، روپ، اونچائی، وزن: فلاں، فلاں، فلاں وغیرہ

نوکری: ظاہر ہے کلرک کی، فلاں جگہ

مشاغل: گھریلو کام، سینا پرونا، صاف ستھراپن، کھانا بنانا

خصوصیات: بیوٹی شین کا کورس، نوکری، بچے بالے، گھر سنسار، عزیز و اقارب

سسرال، میکہ، شادیاں و دیگر تقریبات

پوجا پاٹھ، اُپہاس (روزے) ٹیسٹ (میڈیکل)

●●

کاغذ پر نظمیں اگاؤ

☆ انورادھا پاٹل

یہ سچ ہے کہ صفحہ قرطاس پر
شاعری کے بیج نہ بوئے جائیں
کیوں کہ یہ جب بڑھ جاتے ہیں
تو ان کی ڈال پر کوئی پنچھی
آ کر نہیں بیٹھتا
اپنی خاطر گیت نہیں گاتا
پتوں کی متلاشی ہوا بھی
ان میں سے گذرنے سے انکار کرتی ہے
یہی سبب ہے کہ
جن صفحات پر میں نے نظمیں لکھی تھیں
انہیں ایک ایک کر کے
ناؤ بنا کر ------- پانی میں چھوڑ آئی ہوں
کہ الفاظ بامعنی ہو کر ساگر پار پہنچیں
اور بادلوں کی راہ سے
پھر میری جانب نئے نویلے بن کر لوٹ آئیں
گھنی جھاڑیوں سے گھرے کنارے پر

کچھ بے قابو لہریں بھی
ٹکرائی تھیں
ابھی ابھی جہاں مور ناچ کر چلے گئے ہیں
ایسے کسی موڑ پر
موسلا دھار بارش ملے
زندگی کے سراب
نہ جانے اب کہاں لے جا کر چھوڑیں
اسی لیے چھوڑا ہے میں نے
اپنے اداس اور مایوس لفظوں کو
جی متلانے لگا ہے
اب میں احتیاط برتنا سیکھ گئی ہوں
کیا اب بے معنی لفظوں کا رنگ
سیاہ پڑ گیا ہے؟

●●

اور بھی سب آساں ہو جائے

☆ انورادھا پوتدار

تمہارے ننھے نرم و نازک
ملائم کانوں میں پھونک مار کر
کاجل کا ٹیکا لگا کر
تمہیں جھولا جھلایا تھا

تمہارے نرم و نازک ملائم بالوں سے، نکلتی گیلی بو
آج بھی یاد ہے مجھ کو

تمہاری محبت کی کشش
مجھے شام گھر کی جانب کھینچتی
میں دوڑ لگاتی
بھرے ہوئے پستانوں سے
میرا پلّو بھیگ جاتا!

تمہارا چہرہ آنچل میں چھپائے
تمہیں دودھ پلاتی!
آج تمہیں دودھ میں اٹے اس پلّو کی بو
اگر یاد آجائے
تو یہ سب کچھ اور
آساں ہو جائے!!

●●

وہ اور تم

☆ اشوک نائیگاوکر

وہ فارم ہاؤس
سوئمنگ پول، گارڈن اور جھولا
تم مھاڈا☆ کی لائن میں
کھڑے فارم بھرو
اور لاٹری کے لگنے کا انتظار کرو!
وہ کلّو منالی، تھری اسٹار
سنگا پور اور بنکاک
تم شنی، شنگنا پور
آٹ پاڑی۔ ویجا پور، دھرم شالا

وہ پیزا
چکن ٹِکّا اور رائل چیلنج

تم وڑا پاؤ
بھجیا پاؤ اور نوٹاک☆
وہ کریڈٹ کارڈ
تری بھون داس☆
تم پہلے گروی رکھ آؤ، اپنا گھڑا اور گاگر
بعد میں گھوم آؤ!!

●●

☆ مھاڈا: مہاراشٹر ہاؤسنگ ڈیولپمنٹ اتھارٹی، ☆ نوٹک: گاوٹھی شراب کا آدھا گلاس،
☆ تری بھون داس: سونے چاندی کے ایک بڑے تاجر

ضعیف الاعتقادی

☆ اشوِنی ڈھونگرے

وہ ہولے سے انجکشن لگاتی ہے
بڑی صفائی سے شکم کو ٹانک دیتی ہے!
خود اپنے بیاہ کی خاطر
بیل بوٹوں کی کشیدہ کاری سے سجے کپڑے
اس نے سنبھال کر رکھے ہیں!

ایم ایس سی کر لینے کے بعد اس نے
تین سال میں پی ایچ ڈی کر لی!
بچے کی خاطر
تعویذ، گنڈے، مَنّتیں، مرادیں
جس نے جو کہا سو کیا۔۔۔۔۔۔۔۔!

اس کے دانشورانہ لیکچرس بھی کافی مقبول ہوئے!

ایک دن کلاس روم میں جاتے ہوئے
اچانک اس کے ماتھے کی بندیا کیا گری
گھنٹے بھر تک اس کے من میں
بُرے بُرے خیالات سر اٹھاتے رہے!!

●●

میں اپنی نظم لوٹانا چاہتا ہوں!

☆ ایشور پاٹیکر

مٹی نے سر اٹھا کر دیکھا
لوگوں نے سمجھا، اچھی بارش کے سبب
مٹی نے سکھ پایا ہے!
غور سے دیکھا تب یہ جانا
وہ تو رو رہی ہے
بارش کیسی؟ مٹی ہی کی آنکھ سے
ٹپ ٹپ پانی برسے
پانی میں سب کچھ بہتا جائے
درخت تو پہلے ہی بہہ چکے ہیں
ندی نالے کچھ نہ رہا اب
ہریالی سب ختم ہوئی ہے
اب کچھ نہ بچے گا، مٹی کو ڈر لاحق تھا؟
مٹی نے خود کو دھول کے سپرد کر دیا ہے
چاروں جانب دھول اٹی تھی
مٹی شاید کہنا چاہتی تھی
بہت سے اچھے انسان مارے گئے ہیں
اب جو بچے ہیں، کون کہے وہ زندہ ہیں؟
اس بکھری دھول کا کیا؟

میری نظم کا موضوع دھول نہیں ہو سکتا!
کئی پرندے، مارے گئے ہیں
کہیں ان کی کوئی پھڑ پھڑاہٹ
یا کلبلاہٹ نہیں ہے!
مجھ پر بھی نشانہ باندھا ہے
میرا قلم، لرز کر گر پڑا ہے!!
اب کیسے لکھ سکوں گا میں؟
مجھ میں بیٹھا خرگوش بھی دوڑ پڑا ہے
ارد گرد، بھاگتے دوڑتے، خرگوش ہی خرگوش
ان میں میرا خرگوش بھی کہیں کھو گیا ہے
اب کیسے اسے پہچانوں میں؟
یہ مٹی دھول بن کر اڑ رہی ہے
کچھ سجھائی نہیں دے رہا ہے!!!
مٹی کا رونا، کلیجہ چیر رہا ہے
ادیب اپنے انعامات لوٹا رہے ہیں
کہیں اس وجہ سے تو نہیں رو رہی ہے یہ مٹی؟
میری نظم کے مفہوم کا کیا؟
جو پھیل گئی ہے دھول، آخر اس کا کیا؟
میں نظم ہی واپس کرنا چاہتا ہوں
ایسا کرنے پر، کیا یہ مٹی رونا بند کرے گی؟
یہ نظم اگر لوگوں کو واپس بھی کر دوں
تو اس کے مفہوم کا کیا؟

وہ تو میرا کلیجہ کترتا ہی رہے گا
دھول پر دھول جمتی رہے گی!!
پستول سے نکلی گولی کی مانند
میرے ہی شبد
نظم کی بیاض کو چھلنی کرنے لگے ہیں
مجھے تو نظم لوٹانی تھی
نظم میں مَرے پڑے، چرند و پرند
گائے، بیلوں کی حمایت کون کرے گا؟
آنکھوں میں دھول جم رہی ہے
نہایت تکلیف دہ واقعات
کہ مٹی مری پڑی ہے
اب مجھے، مٹی ہی پر لکھنی پڑے گی نظم!
آخری نظم!
اسے واپس کرنے پر کوئی مفہوم
میرا کلیجہ نہیں کتر پائے گا!
اور اگر مٹی نشٹ ہوئی تو!
نظم کہنے کا سبب خود بخود ختم ہو جائیگا!!

●●

درمیانی راہ سے

☆ بابا محمد عطار

اب درمیانی راہ سے
تابوت (تعزیہ) لے جانے میں
کوئی حرج نہیں ہے
سیدھی راہ گئے تو
شیر کا سوانگ بھرے ہوئے لوگ
ہماری پشت پر
خون سے لت پت
پنجوں کے نشان بنا دیں گے
اور نیزوں پر
ہمارے سر اٹھائے جائیں گے
یہ ساری باتیں طے ہیں

کسی لق و دق صحرا میں
پیاس سے تڑپ تڑپ کر
مرنے والے کو

پانی میں ڈوب کر مرنے والے پر
رشک آتا ہے
شاید اس بات کا علم
ان بہروپیوں کو نہیں ہے
اور اگر ہو بھی
تو ان کے چابک کے اشارے پر
کِھلنے والے پھولوں کو
وہ قدیم گھوڑوں کی لاشوں پر
بکھیر دیں گے
خون کے ابال کی مانند
ان کا جھنڈ
ہنگامہ کرتے ہوئے
بڑھتا چلا آ رہا ہے
اب یہ وقت گرنتھوں کو کھول کر
اصولوں کو
کھنگالنے کا نہیں ہے
پھرتی سے کاندھے بدلو
اور درمیانی راہ سے تابوت لے چلو

●●

پیاری ماں !

☆ بَبَن لونڈھے

میں تمھاری کوکھ میں محفوظ ہوں
مایا کی گرمی پا رہی ہوں
تمھارے گوشت اور خون کا گولا
میرے روپ میں آکار لے رہا ہے
تم مجھے، باہر کی دنیا کا، نیچر کا روپ دکھاؤ!!
باہر کی دنیا کیسی ہے؟
میں دیکھنے کے لیے بیتاب ہوں
نو ماہ اور نو دن، میں انتظار کروں گی
پیاری ماں! میرا کہا مانو!
میری گذارش ہے
میں تمھیں، بابا کو، دادی کو اور دادا کو
آنکھیں بھر کر دیکھنا چاہتی ہوں!
تم سے ملے آدرش اور سنسکار سے
میں بنوں گی، بڑھوں گی، پڑھوں گی، مجھے جینا ہے
ماں تمھاری قسم، مجھے سچ مچ جینا ہے!!

مجھے اپنے گربھ میں نہ مارو!
یہاں کی مرد حاکم تہذیب میں
میں پڑھ کر، بڑی بنوں گی!
سر اٹھا کر جیوں گی
ونش کا دیپ بنوں گی!!
پیاری ماں!
میں تمھاری مکمل دنیا بن کر رہوں گی!
تمھاری زندگی میں
چاندنی بن کر، چمکوں گی
تمھارے ہاتھ کا
چھوٹا سا نوالہ کھاتے ہوئے، کتنا مزہ آئے گا مجھے!
کتنا بھائے گا مجھے، کہونا، میری پیاری ماں، کہونا!!
اگر مجھے کبھی خوف محسوس ہوا
میں، تمھارے آنچل میں چھپ جایا کروں گی
مجھے اٹھا کر تم پیار کیا کروگی
سینے سے لگا لیا کروگی، ہے ناماں؟
اس لیے کہہ رہی ہوں ماں!
مجھے دنیا میں آنے دو!!!

●●

سدا سہاگن

☆ **بھگوان بھوئیر**

ہم دیوداسیاں*
بھگوان کے نام منسوب ہیں!
مگر وہ ہمارے سنگ کہاں؟
ہماری تن پوشی کے لیے ساڑی
پیٹ کو روٹی کب دیتا ہے وہ؟
ہم اس کے نام کا سیندور لگاتی ہیں
مانگ سجاتی ہیں
مگر اے بابا لوگو!
ہر آنے جانے والا
اپنی مانگ کا والی
دن راتوں کے کئی سوالی
کھنڈوبا کی قسم کھا کر کہتے ہیں ہم
خوش قسمت ہیں
جو سدا سہاگن رہتی ہیں!!

●●

(وہ لڑکیاں جنھیں دیوی یلماّ کے نام منسوب کیا جاتا ہے، یہ مندر ریاست کرناٹک کے شہر بیلگام کے قریب ہے)

استقبال

☆ پربھا گانورکر

دروازے پر دستک
اس گھور اندھیری رات میں کون؟ / دروازہ کھولا
سامنے بیتا جیون تھا / میں اس کو پہچان نہ پائی
بھولا بسرا جیون / زخموں سے چور نڈھال
دردر کی ٹھوکریں کھا کر
لوٹ آیا تھا / کیا یہ میرا ہی جیون ہے؟
میرے روبرو آن کھڑا تھا
کل جو بیت چکا تھا!!
آج مرا یہ جیون / اک روپ لیے ہے
بسا بسایا گھر / ہنستے کھیلتے بچے
جانے اب کیوں آیا ہے
کل جو بیت چکا ہے!
لاکھ جتن کر / میں اس کو لوٹا نہیں پائی
بھول جا مجھ کو کہہ نہیں پائی
اس کو یوں گھر کے اندر لے لیا جیسے
ماں اپنے بھولے بھٹکے بچے کو
شام گئے گھر لوٹ آنے پر
اپنے گلے لگاتی ہے!!

●●

درختوں ہی سے سیکھا ہے

☆ پربھا گانورکر

کسی نے مجھے یوں
ایک جگہ سے اکھاڑ کر
دوسری جگہ بویا ہوتا
یا مجھ پر اُگ آنے والے
کچّے ملائم پتوں کو / جانوروں نے کتر دیا ہوتا
یا میری جڑوں کو
کیڑے مکوڑوں نے / کھرچ کر کھوکھلا کر دیا ہوتا
تو میں نے خودکشی کر لی ہوتی!
نہ جانے یہ درخت
بے شرمی سے کس امید پر جیتے رہتے ہیں
کہ ساری زندگی جب داؤ پر لگتی ہے
تب کہیں جا کر
یہ کچّے سرخ ملائم پتّے اُگ آتے ہیں
جیسا بھی جیون پاتے ہیں
قسمت جان کے جی لیتے ہیں
کھلنے پھولنے کے موسم میں
مرجھانے والی ان کلیوں پر ترس آتا ہے
ان درختوں نے مجھے جینا سکھایا ہے
گرنے پر بھی / پھر اٹھ کھڑے ہونا
انہیں سے میں نے سیکھا ہے!!

●●

قحط

☆ پردیپ ادھیکاری

گھر کے راستے پر کھڑے
چاروں درخت
ٹکر ٹکر اس کی راہ دیکھ رہے تھے
ان کے جھڑے ہوئے پتوں کی چھاؤں میں
بیٹھے بیلوں کے جسم پر
خالص ہڈیاں بچی ہیں
اونچی شاخ پہ گدھ بیٹھے ہیں
اس کے گھر آنے سے پہلے
گھر آنگن میں
ارتھی تیار رکھی ہے!!!
بابا (باپ) کے مردہ جسم پر
اک چادر پڑی ہے
مردے کے پائنتی بیٹھی عورت
دھائیں دھائیں رو رہی ہے!

گفتگو بند نہ ہو...

طویل انتظار سے تھکے لوگ
سہمے ہوئے سے، آگے بڑھے
خاکی وردی والے نے اک فائل بڑھا دی
موت کا کارن ’خودکشی‘
اتنا پڑھ کر، اس نے سائن (دستخط) کر دی
عورتوں کے رونے دھونے کی آوازوں میں
ارتھی اٹھی!

سر کے بال مُنڈا کر
گنجے سر میں جلن لیے
میت سے وہ گھر لوٹ آیا
گھر میں نہانے کو پانی کا قطرہ نہ تھا
چھوٹا سہمے ہوئے بولا:
’’دادا (بڑے بھائی) ٹینکر (پانی کا) تو کل آئے گا‘‘!!

●●

نئے سال کو سلام

☆ پرساد کلکرنی

گزشتہ سال کو الوداع
نئے سال کو سلام
نئے سال میں بھول جاؤ
اب تم سب آرام
بس کرتے رہو
کام ہی کام
وقت جیسا بھی چلے
چل پڑو
اور چلتے رہو
اور مانگا کرو
گر نصیبا تمہارا سُنے
وقت دے گا تمہیں!

جھوٹ لگتا ہے سب
وقت دے گا مگر
گر نصیبا سُنے!!

●●

کچھ پتہ نہیں چلتا

☆ پرشانت اَسنارے

مجھ میں ایک، تنہائی پسند ہے
جو دروازے کھڑکیاں بند کر کے
چپ چاپ نظمیں کہتا رہتا ہے!
دوسرے کو بھیڑ بھاڑ پسند ہے
جو نظموں کی ڈائری لے کر
کوی سمّیلنوں (مشاعروں) میں چلا جاتا ہے!
ہاتھ میں کورا کاغذ لے کر
دروازے کی چوکھٹ پر کھڑے رہ کر
گہرائی اور گیرائی میں اتر کر
میں کب سے تنہا کھیل رہا ہوں
سوچ رہا ہوں
تنہائی کا ابھنگ بُنیں
یا بھیڑ کی غزل!!

●●

مداری

☆ پَرلہاد لَہتکر

آتے ہی اس نے پوٹلی رکھی
کھونٹی گاڑ کے
نیولے کو باندھا
ایک کھوپڑی اور دو ہڈیاں
تھیلے سے نکال کر باہر رکھیں
پھر ڈمرو نکال کر
اپنی ہتھیلی کو ایک مخصوص انداز میں
جھٹکا دے کر
اسے بجانا شروع کیا
ہونٹوں سے بانسری لگائی
بانسری کی لے پر
''اونچی اونچی دنیا کی دیواریں۔۔
سیاں آئی تیرے لیے سارا جگ چھوڑ کے''
گانا شروع کیا
اور پھر اپنی انگلیوں میں پکڑ کر

ڈمرو بجانے لگا
اب بچے جمع ہو کر
سانپ اور نیولے کی لڑائی شروع ہونے کا
انتظار کر رہے تھے
مداری نے اب پوٹلی میں ہاتھ ڈالا
یہ دیکھ کر بچوں نے پکارا
''ارے باپ رے''
ربڑ کا سانپ اچھالا
سارے ڈر گئے
مداری نے تالی بجا کر بچوں سے کہا
''بچہ لوگ تالی بجاؤ
تالی زور سے بجاؤ
جو تالی نہیں بجائے گا
اس کا نانا مر جائیگا''
بچے ڈر گئے
سچ مچ نانا مر جائیں تو!
بچوں نے تالی خوب بجائی
مداری نے ہتھیلی پر
کنکر لے کر
(ایک دو تین کہتے ہوئے)
مٹھی بند کر لی
اور اس مٹھی پر بانسری گھمائی

پھر ہتھیلی کھول کر دکھائی
وہ کنکر تو غائب تھا
ایک بچے کی ناک چھنکائی
کنکر، اس بچے کی ناک سے نکلا
پھر بانسری ڈمرو۔۔۔۔۔
اب بھیڑ سے ایک بچے کو بلایا
بچہ بڑا نڈر تھا
''تیری شادی ہوگئی بچہ؟''
''نہیں''، بچہ کچھ شرمایا
''عورت چاہئے بچہ؟''
(بچے نے ادھر ادھر دیکھ کر شرما کے کہا)
''ہاں چاہئے''
''بوڑھی چاہئے یا جوان؟''
''جوان''
''ایک بچے والی یا دو بچے والی؟''
''دو بچوں والی''
سارا مجمع ہنس پڑا
مداری مطمئن ہوا
یعنی اپنا کھیل جم گیا
اب سب کی نظریں
اس کی جانب لگی ہوئی تھیں
اس نے نقلی سانپ اٹھایا

لوگوں کو بتایا
پھر اس بچے سے پوچھا
''اس کو اصلی سانپ کون بنائے گا؟''
''میں بناؤں گا''، بچہ بولا
مداری نے اس کے ہاتھ میں بانسری دے کر
اس نقلی سانپ اور کھوپڑی کے اطراف
اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر گھمایا
مداری نے جب کہا، ایک
بچے نے بھی کہا، ایک
مداری نے کہا، دو
تو اس بچے نے بھی کہا، دو
مداری نے جب کہا، تین
تو اس بچے نے بھی کہا۔۔۔
لیکن نقلی سانپ اصلی نہیں بن پایا
ہم سب پھنستے رہتے ہیں
ڈمرو، یوں ہی بجتے رہتے ہیں
پونگی (بانسری) سانپ اور پٹاری کی اس دنیا میں
سوال یکساں، جواب یکساں
پاپی پیٹ کا حال یکساں
کہے مداری
شہر شہر اور گاؤں گاؤں
نقلی سانپوں کو اصلی

اور اصلی سانپوں کو نقلی بناتے
گھومتے یہ سارے مداری
جن کے پاپی پیٹ کا سوال
جوں کا توں باقی ہے
سانپ کے دودھ کے لیے
آنا، دو آنا، مانگنے والا مداری
الیکشن کے موسم میں
گڑگڑا کر ووٹ مانگنے والے نیتا سے
الگ دکھائی نہیں دیتا

●●

تبدیلیٔ مذہب

☆ جگدیش دیو پورکر

تم لوگوں کے درمیان
فاصلوں کے بیج بوتے ہو
پھر پوچھتے ہو
کیوں بھائی، دھرمانتر (تبدیلیٔ مذہب) کیوں ہوا؟
یعنی صبح ماتھے پر تلک بھی لگاتے ہو
اور دوپہر تک گلا بھی کاٹتے ہو!
یا تلک لگاؤ
یا گلا کاٹو
بیک وقت
بُوائی اور کٹائی کا موسم نہ مناؤ!!

●●

لڑائی

☆ چُدارام بلہارے

راماَئن، مہابھارت، قرآن
بائبل، گرنتھ صاحب
ہندو دھرم، بودھ دھرم
یہ سارے گرنتھ
گرنتھالیہ (لائبریری) میں
ایک دوجے سے سٹ کر بیٹھے ہیں
مگر ہم ان کے پیروکار
سال ہا سال سے
دل و جان سے
ایک دوجے سے
لڑ رہے ہیں!!

●●

داستانِ گجرات

☆ چیتن ویدیہ

کیا خبر سنانے آئے ہو تم؟
یہی نا۔۔۔کہ دنگے میں مرنے والوں کی تعداد
مسلسل کم ہو رہی ہے
اور احمد آباد کو اپنا پرامن چہرہ واپس مل رہا ہے

آج بھی ممتاز کی آنکھوں میں، خوف جھلک رہا ہے
کیا جرم تھا اس کا؟
لنگ زدہ ممتاز
یوں بھی بیچاری ایک پاؤں پر
مجلس سننے گئی تھی
پولیس والوں کی اچانک گولیاں چلنے پر

ہنگامہ، بھگدڑ
بھلا ممتاز کیسے دوڑ پاتی؟
چوڑیاں پہننے کے دنوں میں
گولیاں کھا بیٹھی
وٹوا محلے تک جانے کے لیے
رکشہ والا پانچ روپئے کی خاطر جھگڑ رہا تھا
''اگر کوئی میاں ہوتا
تو تمھیں ڈھنگ سے ٹھکتا''
مگر کل ہی تو کہا تھا...
''میاں مشرف تو پاکستان میں ہے''
گلی محلوں میں رکشہ دوڑانے والے
ٹھکر کاکا (چاچا) کہتے ہیں
یہ پٹیلوں کی
اور یہ برہمنوں کی...
ہر عمارت پر 'اوم' کا نشان بنا ہے
جہاں سے یہ نشان غائب
وہ عمارت بھی غائب
پٹرولیم منسٹر نے دنیا بھر میں
پٹرول کے دام بڑھ جانے کا
اعلان کیا ہے

یہاں ان کے دام بھی زیادہ ہیں
اور استعمال بھی بہت
گاندھی نگر جانے والی سڑک
بھلے ہی گودھرا اور اکشر دھام کے راستے
نہ جاتی ہو
مگر ان ہی لا تعداد گلی محلوں سے
ہو کر گذرتی ہے!!

میدان جنگ میں
نہتوں پر جیت حاصل کر کے
بادشاہ نے بے خوف و خطر رہنے کا
اعلان کیا ہے
احمد آباد کے ان راستوں پر
اب امن پنپنے کی کوشش میں ہے
ایسا ہو بھی جائے
پر میرے ذہن میں
وہ رکشہ والا
اور اس کی یہ بات گھوم رہی ہے
''رکشہ والا اگر میاں ہوتا
تو تمھیں ڈھنگ سے ٹھکتا''

●●

فرنٹ پیج فُل ہیڈلائن

☆ چیتن ویدیہ

چودہ برس کا عبدل
ایک اخبار کی دکان میں کام کرتا ہے / خبروں کی دنیا میں
جینے والے عبدل کے ذہن میں / کچھ خبریں
فرنٹ پیج فل ہیڈ لائن بن گئی ہیں
چھوٹی بہن اور ماں کی خاطر / کمانے والے عبدل کو
ان دنوں ساری خبریں یکساں دکھائی دیتی ہیں / وہ ایک دن
خود اخبار کی خبر کا حصہ بن گیا تھا / اپنے ابا کی لاش
اس نے ان کی چپلوں سے پہچانی تھی / کم سنی ہی سے
عبدل اپنے کھُردُرے ہاتھوں سے
گھر والوں کی خاطر روٹیاں سینک رہا ہے
اس کی آنکھوں میں دنیا کو نگل جانے کی تمنا ہے / اقتدار کی راہ
بھلے ہی عبدل کے گلی محلوں سے ہو کر نہ گزرتی ہو
مگر اذان کی درد بھری پکار میں / آزادی کا سُر صاف سنائی دے رہا ہے ●●

کوڑا اٹھانیوالا کرین

ہاں یہ اس نے سچ کہا
technology has brought equality
کوڑا اٹھانے والے کرین کو / اب کوئی
شودر، مہار، یا بھنگی کہہ کر / ذلیل نہیں کرتا ●●

میرے جنم دن پر

☆ دنیش گاوَنڈے

میں اپنے جنم دن پر
خیالوں میں
اندھیرے کا کیک کاٹتا ہوں
دیر رات کام سے لوٹتے وقت
اُدھر بڑھتی عمر کا درد بھی
مجھے بغیر بھولے مبارکباد دیتا ہے
محبوبہ کی طرح نرمی برت رہا ہوں / اس نوکری سے
اب میں اپنی ماں سے بھی زیادہ / اپنے آپ کو بوڑھا سمجھنے لگا ہوں
شادی کی اس کی ضد / میری تعلیم کو
بن پانی کی مٹی میں پڑے بیج کی مانند
سمجھنے لگے ہیں میری بابا
اور شبدوں کی شناسائی سے محروم میری دادی / گھر آئے ہر خط کو
میرا انٹرویو کال سمجھ کر / جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہے
جنم دن پر اپنے آپ کو اداس محسوس کرتا ہوں
دیوار پر ٹنگے پوسٹر کا خلاصہ بیان کرنے والے کرشن
دکھوں کا پربت اٹھانے والی کے آنکھوں کی بے تابی
شلوک بن کر / میرے قدموں میں اتر آتے ہیں ●●

میں نے کہا

☆ راجیش کولمبکر

میں نے کہا
میرا دکھڑا سنو
وہ بولے "ارشاد"
میں نے کہا یہ شاعری نہیں ہے
میرا درد، میری تکلیفیں ہیں
وہ یہ سن کر بولے
"واہ کیا بات ہے"
پھر میں بولا
"ہم اندھیرے کی دلدل میں دھنستے چلے ہیں"
یہ سن کر وہ بولے
"بہت خوب ہے"
اب میں چپ ہو گیا
اور روتا رہا
داد ملتی رہی
ہچکیاں بندھ گئیں
تالیاں بج اٹھیں!!

●●

طویل عرصے کے بعد

☆ رام پنڈت

میں پگڈنڈی کا راہی
تم شاہراہ کے مسافر
میرا پڑاؤ
ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں
کی جانب جانے والا
تمہارا پڑاؤ
نگر سے مہانگر کی جانب رواں

اپنی ملاقات ممکن نہ تھی
پھر بھی طویل عرصے کے بعد
اگر کوئی پگڈنڈی
شاہراہ میں تبدیل ہو کر
ہمارا سامنا ہوا
تو اس طویل عرصے میں
چہرے پر اٹی گرد کے سبب
کیا ہم ایک دوجے کو پہچان سکیں گے؟

●●

رانی

☆ رجنی پرولیکر

اس کی پرجوش باتیں ختم ہونے پر
چارسو خاموشی چھا گئی
دوپہر کی تیز کرنیں
نرم پڑگئیں
مخالفین کے تیز ناخن کند پڑ گئے
اس کی پرخلوص جھنجھلاہٹ میں
وہ جل کر راکھ ہوگئی
ایک سنہری کرن آکاش میں کوندی
اور پھر اس کے ماتھے پر مکٹ چڑھ گیا
بغیر مرد کے / تنہائی میں کاٹے دن
رگوں میں دوڑتا غصہ
لفظوں کی آگ اور ضد
ایک آہنی بکتر بن گیا تھا سب کچھ
جس نے سورج کو چھپانے کی سعی کی ہے
اس کی تلوار کی دھار کی مانند
تلخ مگر کھرے الفاظ
خوبصورت ناک اور آنکھوں کو حاصل ہوا ہے
ایک جداگانہ شکل وشباہت والا
اپنے ارادوں کا پکّا ایک اور چہرہ
نصف النہار پر آکر ٹھہرے
آکاش میں جلتے سورج جیسا!! ●●

سرحد پار

☆ رضیہ پٹیل

چلچلاتی گرم دھوپ، ڈولتے پتے، تھمی سانسیں
ان کے بارے میں، تمھیں سے تو سنا تھا
ورنہ مجھ کو کب پتہ تھا
اپنی اندھیری کوٹھری کے روزن سے
جو نظر آئے
وہی آسماں کا ٹکڑا، بس مرا تھا
مجھے کب پتہ تھا
اس کی وسعت کا
تمھیں تھے وہ
تمھارے ہی سبب
یہ تمنا جاگ اٹھی، دیکھیں
سنسناتی ہوا اور کھلا آسماں
اس دم
ہاتھ کی ہتھکڑی، پاؤں کی بیڑیاں، بج اٹھیں
مگر دوسرے دن ہی مجھ کو پتہ چل گیا
تم کو سرحد کے اس پار پھینکا گیا!

●●

فساد

☆ رفیق سورج

کہیں سے بے حرمتی کی خبر آئی
اور اب دیکھئے موب آگیا پتھر اچھالتے ہوئے
دکانیں توڑتے ہوئے
بشیر احمد! کھینچ نیچے شٹر
اور بند کر دکان کو غیر معینہ مدت کے لیے
شنکر تاتیا (چاچا) اندر آؤ
باہر کا کوئی بھروسا نہیں
ڈرو مت، انھیں مارنے دو جی بھر کے پتھر
اب شٹر مضبوط ہے / ٹوٹے گا نہیں
پچھلے دو فسادات میں لکڑی کے دروازے
انھوں نے جلا دئے تھے
بشیر، فجر کو، چھوٹی اور امی کو لے کر
ماموں کی طرف جانا / ماموں کو بول تیرے واسطے
پچھلے ٹائم جیسا / آٹھ دن کا کام دیکھنے کو

دیکھو اب وہ میری دکان کے بورڈ کو
گھیر کر پتھر مار رہے ہیں
کوئی باہر نہ نکلے / خاموش بیٹھے رہو
چاچا پان کی پیک ادھر پھینکو
کل میں خود ہی بورڈ کو ٹھیک کر دوں گا
ان کی ما ــــــ!

●●

گفتگو بند نہ ہو...

میری مانو تو......

☆ رگھو دنڈوتے

میری مانو تو
پوسٹ کے اس ڈبے میں
کوئی خط نہ ڈالو
یہاں کوئی ڈاکیہ نہیں آتا
جو یہ خط اپنی منزلِ مقصود تک پہنچے

یہ بس اسٹاپ جہاں آپ کھڑے ہیں
یہاں کوئی بس نہیں آتی
نہ ہی جاتی ہے
بس کے انتظار میں آپ
یہاں گھنٹوں کھڑے رہ کر
پتھر کے بن جاؤں گے

وہ جو مختصر سی عمارت دکھائی دے رہی ہے
اس کے بارے میں کچھ نہ پوچھو تو بہتر ہے
یہ اسکول ہے، رہائشی مکان ہے
یا پوسٹ آفس
اس کے بوسیدہ دروازے
کھڑکیوں کے ٹوٹے شیشے
خیر... میرا خیال ہے
اس عمارت کے متعلق
کچھ نہ پوچھو تو بہتر ہے
برائے مہربانی اب آپ یہاں سے چلتے بنو
راستہ آپ کا منتظر ہے
یہاں بالکل نہ رُکو!
پوسٹ کا ڈبہ
ٹوٹا مکان
اور بس اسٹاپ
ان سب کو بھول جاؤ
ان سب سے منہ موڑ کر
اب چلتے بنو!!

●●

آخر ایسا کیوں ہے؟

☆ ستیش ڈیریکر

بارش ہو رہی ہے
روپیہ گر رہا ہے
شیئر مارکیٹ اوندھے منہ پڑا ہے
آخر ایسا کیوں ہے؟
دہشت گرد آتے ہیں
تباہی مچا کر، انسانیت کو ملیا میٹ کر جاتے ہیں
ہم صرف اظہار افسوس کر کے رہ جاتے ہیں!
آخر ایسا کیوں ہے؟
پل ٹوٹ جاتے ہیں
سرکاریں گر جاتی ہیں
انسان پست ہوتا جا رہا ہے!
آخر ایسا کیوں ہے؟
راستہ ان کا
اس پہ چڑھا ہوا تارکول بھی ان کا
سیمنٹ بھی ان کا
مگر گڑھوں کے سبب ہونے والا نقصان ہمارا
آخر ایسا کیوں ہے؟

جنم دن کا اب اندراج ہوتا ہے
شادی کی تاریخ کو بھی اب لکھوانا پڑتا ہے
موت کا بھی، اب داخلہ مل جاتا ہے!
جنم سے پہلے (گربھ میں)
کچھ ماری جاتی ہیں
آخر ایسا کیوں ہے؟
کمپیوٹر چلتا ہے
انٹرنیٹ بولا کرتا ہے!
ای میل کھل جاتا ہے
آدمی بیٹھا رہ جاتا ہے!
آخر ایسا کیوں ہے؟

گھر میرا
آنگن بھی میرا
ارد گرد کی یہ مینڈ بھی میری!
دھرتی میری
سر پر جو چھت ہے
وہ بھی میری!
اوپر کا آکاش بھی میرا
پھر بھی کچھ نہیں میرا!
آخر ایسا کیوں ہے؟!!

●●

گفتگو بند نہ ہو

☆ ستیش کالسیکر

میں کہتا ہوں اجالا ہوگا
تم کہتی ہو
اندر اور باہر اندھیرا پھیلتا جا رہا ہے
میرا خیال ہے
رگوں میں خون دوڑے گا دوبارہ
تم کہتی ہو
اب اس ڈھلتی عمر میں خون کہاں سے آئیگا؟
جب میں دھوپ نکل آنے کی بات کرتا ہوں
تم شام کے دھندلاتے سائے
اور اندھیرے کی بات کرتی ہو
گفتگو سے اندر اور باہر اجالا پھیلے گا
اس پر تم کہتی ہو
کوئی حل نہ نکلے گا
مہابھارت اب ختم ہونے کو ہے
تم سب وِناش دیکھ رہی ہو
خانہ جنگی، اشوتھ تھاما
ہاتھی کے گلے میں بندھی
اس بڑی سی گھنٹی میں
چڑیا کا گھونسلہ دیکھ رہا ہوں میں
نئی صبح کی آمد!!

●●

مسکان

☆ ستیش کھانولکر

تصویر بنائی باس کو دکھائی
باس نے کہا / تصویر میں دم نہیں ہے
بچہ مسکرایا / تصویر بنائی
دوستوں کو دکھائی
وہ بولے / لائنیں کمزور ہیں
بچہ مسکرایا
تصویر بنائی / بیوی کو دکھائی
اس نے پوچھا / پیسے کتنے ملیں گے؟
بچہ مسکرایا / پھر ایک بار
انگلیوں کی طاقت کو یکجا کر تصویر بنائی
بچہ مسکرایا
گولی مار بھیجے میں / بھیجا شور کرتا ہے
بچہ تب بھی مسکرایا!!

●●

اداسی

☆ رمیش اواڈھ

دولھوں کی شانتی / صبح صادق اور تمہارا ساتھ
نسیمِ صبح / نیا دن
پھر بھی من / ہے اُداس اُداس

●●

احساس

☆ ستیش سولنکی

بیٹے کی سالگرہ پر فوٹو کھینچنے
جو فوٹو گرافر گھر آیا تھا
میں نے اس سے
ماں کے کچھ کلوز اپ لینے کے لیے کہا تھا
اس وقت میرے ذہن میں
ایسا کچھ بھی نہیں تھا
مہمانوں کے چلے جانے پر
کچن کے کاموں کو نپٹا کر
ماں نے پوچھا
"تو اب تم نے اپنا من بنا لیا ہے؟"

پتا جی کے جانے کے کچھ دن پہلے
میں نے ان کا ایک پورٹریٹ بنوایا تھا

اس وقت رات کے دو بج چکے ہیں
میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا ہوں
ماں۔۔۔!
سو رہی ہے !!

●●

فوٹو

☆ ستیش سولنکی

ہم نے فوٹو اسٹوڈیو میں جا کر
تصویر کھنچوائی تھی
فوٹو گرافر نے بڑے رومانی انداز میں کہا تھا
ایسے نہیں، ذرا اور سٹ کر بیٹھو
اور ہم مزید قریب ہو کر بیٹھ گئے تھے
فوٹو گرافر نے ساری کا پلو ٹھیک کیا تھا
اور میری شرٹ کے بٹن بھی
اس کے بعد کیمرے سے جھانکتے ہوئے کہا تھا
''اب تھوڑا مسکراؤ''
ہم دونوں مسکرائے تھے
وہ تصویر آج بھی
ہمارے گھر میں رکھی ہے

●●

ایک نظم

☆ سچن کیتکر

میں نرک کے ایک سستے ہسپتال میں پڑا ہوں
جسم کا بایاں حصہ
دائیں جانب، دایاں حصہ بائیں جانب
دماغ بھی
دائیں بائیں ہو کر رہ گیا ہے
یہی سبب ہے شاید
دائیں والوں کے ساتھ
بائیں بھاشا میں
اور بائیں کے ساتھ، دائیں بھاشا میں
بول رہا ہوں
میری دائیں، بائیں بھاشا
مخالف سمت سے یکجا ہو کر
کچھ کہتی ہے
بعض لوگ اسی کو
میری شاعری وائری کہتے ہیں

●●

اس شہر نے مجھے

☆ سدانند دبیر

اس شہر نے مجھے
اپنا سا بنا کر چھوڑا ہے!
(میری سانسوں میں شامل ہوتی فضائی آلودگی کے ساتھ)
ٹرین میں بھیڑ اب چاہے جتنی بھی ہو
مجھے اس میں داخل ہونا آگیا ہے
''ابے اندھا ہے کیا؟'' ایک بینا شخص سے مخاطب ہو کر
میں نے یہ جملہ کہا
شہر نے مجھے / اپنا سا بنا کر چھوڑا ہے!
شہر کے کوّے اب بالکنی میں جمع ہو کر
پنجوں میں مچھلی کا ٹکڑا دبوچے
بحث و مباحثہ کرتے ہیں!
میں ان کی تقریروں میں
بھکتی بھاؤ (جذبۂ عبادت) سنتا ہوں!
میں اس شہر کا ہو کر رہ گیا ہوں
یا اس شہر نے مجھے
اپنا سا بنا کر چھوڑا ہے!
پر جسے میرا اپنا کہا جائے
ایسا کچھ بھی نہیں ہے!!

●●

ساری نظمیں

☆ سدانند دبیر

ساری نظمیں
کاغذ پر اتارنی نہیں ہوتیں
کئی یوں کو صرف نہارنا ہوتا ہے
تصویر کی مانند!
کچھ ہولے سے
چھونے کی ہوتی ہیں
غار کی مورتیوں جیسی!
کچھ بس گنگنانے کے لیے ہوتی ہیں
گیتوں کی مانند!
اور کچھ، جو کبھی نہ بھولنے والی ہوتی ہیں
انھیں کاغذ پر اتارا جاتا ہے!!

●●

خود کلامی

☆ سُدھیر برہمے

مجھے چھینک آئی
اور پھر تمھاری یاد
تمھیں پہلے چھینک آئی
یا میری یاد؟
جب مجھے ہچکی لگتی ہے
کیا تم بھی اس کا شکار ہوتی ہو؟
جب کھانا کھاتا ہوں
آخری نوالے پر جی بھر آتا ہے
تھالی میں ایک نوالہ
ویسے ہی رہ جاتا ہے
آج آنکھ بھر کر تمھاری چھبی دیکھی تھی
آج تمھارا دن
اچھا گزرا ہوگا

سمندر کنارے چلا گیا تھا
وہ میری سمندر کی نظمیں
تمھیں پسند آئیں یا نہیں؟
تم نے کچھ بتایا ہی نہیں!

●●

دو نظمیں

☆ سریتا پدکی

(۱)

ہم نے کہیں پڑھا تھا
انھوں نے جان بوجھ کر
اسکولوں پر بم برسائے
جنگ اور محبت میں
سب جائز ہے
شاید بچوں کی چاہت میں
وہ ایسا کر بیٹھے ہوں

(۲)

فٹ پاتھ پر پڑے کسی پتھر کو
جب بھی کوئی پہلا شخص
سیندور لگاتا نظر آئے
جان پر کھیل کر اس کو روکو
کیوں کہ اکثر پتھر خدا بن جاتا ہے!!

●●

چیونٹی

☆ سُریش پاچکوڑے

کاغذ پر پھیلے سیاہ شبدوں پر
ایک سیاہ چیونٹی آ بیٹھی ہے
اور ان لا تعداد حرفوں کو
چیونٹیوں کی بھیڑ جان کر
راستہ بھٹک گئی ہے!
صفحے پر سارے حرف ساکت ہیں
چینوٹی سمجھی
یہ ساری چیونٹیاں مری پڑی ہیں
کچھ دیر تو وہ چیونٹی
اس بھیڑ میں ساکت پڑی رہی
پھر ان مری پڑی چینوٹیوں میں
شامل ہوگئی!!

••

دل دینے والے لوگ

☆ شِریش پئی

جو لوگ اپنا دل کسی اور کو دیتے ہیں
وہ لوگ نرالے ہوتے ہیں
کسی سیلاب کی مانند
جب وہ ساحل چھوڑتے ہیں
ان کی رفتار
ندی سے بھی تیز ہوتی ہے
گہرائی میں گر کر بلندی پاتے ہیں
جیسے پھول کھل کر مسکراتے ہیں
اور خوشبو بکھیر کر مرجھا جاتے ہیں
جو دل دیتے ہیں
ان کے آنسوؤں کے ہر قطرے سے
گیت اُترتے ہیں
پیار کی اگنی ہر دم
ان کے اندر جلتی رہتی ہے!
اپنا دل کسی کو
دینے والے لوگ
نرالے ہوتے ہیں!!

••

آزادی نسواں کے اس دور میں

☆ سُشیلا پَگارِیا

آزادئ نسواں کے اس دور میں
ساری شرطیں مان لینے پر بھی
بالمقابل بیٹھے تم

بھائی ہو۔شوہر ہو یا بیٹے
ٹھیک دکھائی نہیں دے رہا مجھ کو
آنکھوں پر دبیز سا پردہ بن آیا ہے!!

جو کوئی بھی ہو تم
میری لبالب بھری ہوئی ممتا میں
تمہارے کئی جرم
بڑی آسانی سے گھل گئے ہیں!

اور ان سے بنی ہوں میں
سر پر آکاش
جو ہو کر بھی نہ ہونے کے برابر ہے
نہ ہو کر بھی ہونے کے برابر ہے!!

●●

شبد

☆ سندیپ بوڑکے

شبدوں میں آشا نراشا نہیں ہوتی
ہم جنھیں آنکھوں سے بہاتے ہیں
وہ دل کا بوجھ ہوتا ہے
شبدوں میں محبت یا نفرت نہیں ہوتی
ہمارے من میں ہوتی ہے
وہ جذبات کا بوجھل پن ہوتا ہے
شبد خوف زدہ نہیں ہوتے
نہ ان میں اتنی جراءت ہوتی ہے
دراصل ہم اپنے خیالات
اٹھائے چلتے ہیں
شبدوں پر کوئی فرض عائد نہیں ہوتا
جنھیں ہم لادے ہوتے ہیں
وہ ہماری بھوک ہوتی ہے
مگر۔۔۔۔شبدوں کے معنی ہوتے ہیں
مطلب ہوتا ہے
جنھیں وہ ڈھوتے ہیں
وہ دراصل ہمارے سوالات کا بوجھ ہوتا ہے!!

●●

نیا گھر

☆ سندیش ڈھگے

اب آپ مع اہل وعیال ہمارے گھر آجائیں
کوئی حرج نہیں ہے
پرانا گھر اب بالکل نیا بن گیا ہے
بزرگوں کے بنائے پرانے ستون
اب بدل دیئے گئے ہیں
گھر کا نقشہ بھی اب، اندر باہر سے بدل گیا ہے
روایتوں کی پاسدار ماں
آپ کا استقبال کرے گی
پرانی بچی ہوئی لکڑی سے
ایک تپائی بنائی گئی ہے
جس پر انگریزی اخبار دھرا ہوگا/اب ماں گوبر مٹی سے گھر کی لیپا پوتی نہیں کرتی
وہ فرش پونچھتی ہے
اور روز اس میں اپنی چھبی دیکھ کر
اپنی قسمت پر اِتراتی ہے
ہوادار کھڑکیاں، روشندان
چاروں اور اجالا
ابا کی تصویر اوپری منزل پر رکھی ہے
ان کی بوڑھی آنکھیں آر پار دیکھنے کی عادی تھیں
آپ اب مع اہل وعیال ہمارے گھر آجائیں
اس گھر میں سہولت کا ہر سامان میسر ہے ●●

غیر شادی شدہ حجام کے من میں اٹھتے سوالات

☆ سندیش ڈھگے

میں نے اس کی داڑھی بنائی
یوں چکنا بن کر
اب یہ شخص کہاں جائیگا؟
اپنی بیوی کے سنگ
کچھ خوشی کے لمحات بتائے گا
یا باہر اپنی کسی دوست کو......
محفوظ راستوں پر گھومانے لے جائیگا
ہوسکتا ہے کنوارا ہو
اور اپنے کسی دوست کے ساتھ مےنوشی کرتا بیٹھے
برف کی چکنی ڈلیاں گلاس میں گھولتا ہوا
ہوسکتا ہے بیوی کے ساتھ
کچھ ان بن ہوگئی ہو
اور سکون کی تلاش میں سیلون کی جانب بڑھا ہو
بڑے دنوں کے بعد داڑھی بنائی ہے
شاید صفائی کا خیال آج من میں آیا ہو
اپنے اندر سے کوئی گندگی جھٹکنی ہو
یا اب شریفانہ زندگی گزارنے کا ارادہ کرلیا ہو

جیسی ہم ایک دوسرے سے توقع رکھتے ہیں
آج آپ بڑے فریش لگ رہے ہیں
ایسا کوئی توصیفی جملہ آج شاید کوئی اس سے کہنے والا ہو
جسے سننے کے لیے اس نے
اپنا پتھر جیسا چہرہ چمکایا ہو
کسی فلمی اداکارہ کو خواب میں
دیکھنے کی خواہش ہو
جس نے پچھلی شب، داڑھی بڑھی ہونے کے سبب
اسے جھڑک دیا ہو
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو لوگ
انسان میں
اچھے چہرے کی ضرورت بھی محسوس کرتے ہیں
ان کی خاطر اس نے ایسا کیا ہو!
مگر مجھے کیا پڑی ہے!!
پہلے گاہک کا چہرہ
دوسرے گاہک کے آجانے تک
آئینے سے چپک کر رہ جاتا ہے
اب اس کی فکر تو ہمیں ہوگی ہی نا!!!

●●

مقام پوسٹ بامیانؔ

☆ سُہاس اکسمبیکر

ہم نے یہاں پہنچنے میں کافی دیر کر دی
ریت جم کر برف بن گئی ہے / زخمی اونٹ بکھر گئے ہیں
مقدس مذہبی مقام پر پہنچنے والے
تمام زائرین اجتماعی طور پر
موت کے گھاٹ اتار دیے گئے ہیں / یہ عمل اب بھی جاری ہے
ایسے میں گوتم نے مجھ سے پوچھا
''میری اونچائی ترپن فٹ کی ہے نا؟''
''میرے بھائی، تمھاری اونچائی تو اب تک
اچھے اچھے ناپ نہیں پائے ہیں'' / میرا جواب سن کر گوتم مسکایا
خون خرابے کا سبب جاننے والوں نے
معاملے کی جڑوں تک پہنچ کر کیا پایا؟
یہ میں نہیں جانتا......شاید آپ جانتے ہوں
یا شاید ہم نے وہاں پہنچنے میں کافی دیر کر دی ہو
یا ہم اس وقت وہیں موجود رہے ہوں
اکیسویں صدی کی صبح / طویل خاموشی کے ساتھ بولتی رہنے والی
بلند و بالا مورتی نے ٹوٹتے وقت
بودھی تعلیمات کے منتر پڑھے
جنھیں سن کر......انسانیت کا سر ندامت سے جھک گیا
بودھیؔ پیڑ پھر ایک بار تھرّایا
بودھ مسکرایا

●●

معلّق

☆ سُہاسنی اِرلیکر

کیوں اٹھ رہی ہیں یہ تیز لہریں؟
دیکھتے ہی دیکھتے یہ ریت کیسے پھیل جاتی ہے
کوئی بیتاب سا اپنی نازک انگلی سے اس ریت پر
کسی کے نام کے سنگ اپنا نام جوڑ دیتا ہے

افق پر چاند کا جہاز ڈوب رہا ہے
نیلگوں پانی زعفران زار بن کر
لہروں سے دھو جاتا ہے
چاندی سے چمکتے نقش پا!

چاند کو شاہد بنا کر
ناریل اور سپاری کے درخت
مل کر ناچ رہے ہیں
گا رہے ہیں خوشیوں کے گیت
یہاں کون کس کے آنسو پونچھے؟

نظم کا جھاگ کنارے پر پھیل گیا ہے
یہ ریت نہ جانے لفظوں سے کب پھسل جاتی ہے
نہ جانے لفظوں کی یہ راہیں
اس من کو/ اور اس معلق رشتے کو
کہاں لے جائیں!

●●

گھٹن

☆ شلپا دیش پانڈے

پلیز تم Porn نہ دیکھا کرو
شب کے گیارہ بجے
سلوٹوں بھری بیڈ شیٹ پر بیٹھ کر
اپنا ڈھیلا پڑا ہوا بالوں کا جوڑا
کس کر باندھتے ہوئے اُس نے کہا
پلیز تم Porn نا دیکھا کرو
اُس کے جسم سے اب بھی
لہسن کے بگھار کی مہک اُٹھ رہی تھی
اِستری کی ہوئی ہینگر پر ٹنگی جارجیٹ کی ساڑی
اور اُس کی Van Heusen کی شرٹ لرز اُٹھے تھے
اُسی اشو بھ گھڑی گھرر... گھرر... گھومتے ہوئے پنکھے سے
شاید دو چار چنگاریاں بھی نکل آئی ہو
کہ فضا میں عجیب Spark محسوس ہو رہا تھا
کلائی پر بندھی گھڑی پر نگاہ ڈالتے ہوئے
کُرتے نے بیڈ کی دائیں جانب کروٹ بدلی
اُسی وقت اسکول کے Whats app گروپ کی
کبھی عام سی مگر اب خوبصورت بن آئی ہوئی سہیلی نے
Inbox میں لکھا / شاید نیند نہیں آ رہی ہے
سُستایا ہوا کُرتا / اب آنکھیں مُوند کر کڑک اِستری شدہ ہو گیا

آنکھوں میں (باداموں جیسے) دل سمائے ہوں جیسے
emoticon کی گڑیا تکیے کے نیچے موبائل دباتے ہوئے
سینڈ کرنے پر گُرتے کو خود کے ہاتھوں سے گدگدانے کا احساس ہوا
پشت پر ہاتھ پھیرتے ہوئے
سن رہے ہو نا، کیوں دیکھتے ہو وہ
میں ہوں نا؟
اب ہم آپس میں بولتے بھی نہیں
تم موبائل پر ہوتے ہو / میں آفس سے آنے پر کچن میں گھس جاتی ہوں
ایسا کیوں ہو رہا ہے؟
گُرتے کو بڑی بے چینی ہوتی ہے
وہ کروٹ بدلتا ہے / بے چینی سے اُٹھتا ہے
دندناتے ہوئے پانی کی بوتل منہ سے لگالی
بالوں میں ہاتھ پھیرا
منہ میں شبدوں کو دبائے
دم گھٹنے کے انداز میں بولا
سوری! / نہیں کہنا تھا، سوری!
کوئی غلطی نہیں تھی، تم میرے پاس نہیں ہوتی ہو
اپنی تنہائی اور تم میں اب وہ بے تابی نہیں رہی
اس لیے دم گھٹا جا رہا ہے
گلا پھاڑ کر یہ بھی کہنا تھا مگر
کیوں دیکھیں؟ کیوں نہ دیکھیں؟
ان دو سوالوں میں خود کا چال چلن دائرے میں نہیں آنا چاہتا
دائرے میں لانے کی ہمت نہیں ہے!!

●●

ڈونٹ ڈِسٹرب می!

☆ گروناتھ سامنت

بم پھٹنے پر
بکھرے ہوئے انسانی اعضاء
جمع کر کے
میں ایک کولاژ بنا رہا ہوں
پلیز ڈونٹ ڈِسٹرب می!
جن لڑکیوں کی آبروریزی ہوئی ہے
ان کے جسم اٹھائے
رتھ یاترا نکالنے میں
مصروف ہوں میں
پلیز ڈونٹ ڈِسٹرب می!
کل لوکل سے کام پر جانے والا لڑکا
رات گزرنے پر بھی
گھر لوٹ کر نہیں آیا
اس کے منتظر والدین
کے سامنے
میں بیٹھا ارتھی سجائے
کاؤنٹ ڈاؤن کرنے کے عمل میں
مصروف ہوں
ڈونٹ ڈِسٹرب می!!

●●

دو نظمیں

☆ گرو ناتھ سامنت

(۱)

ابھی ابھی تمھارے سر سے جو سایہ گزرا ہے
شاید وہ پرمیشور کا ہو
یا پھر بم باری کرنے والے کسی جہاز کا
مگر تمھیں یوں خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے
اس کڑی دھوپ میں
اب انھیں حالات سے گزر کر
تمھیں اس پہاڑ کو کاٹنا ہے

(۲)

یوں نہ گھبراؤ
کہ جیسے بنا چہرے کی
عورت دیکھی ہو
یوں کھوئے کھوئے سے کیا دیکھ رہے ہو؟
میں الٹا لٹکا ہوا ضرور ہوں
مگر کوئی الو نہیں ہوں
اپنے حصے کی زندگی / اٹھائے کھڑا ہوں
چپ رہو، یوں نہ گھبراؤ
راہگیروں کے ہوتے ہوئے بھی
راہ ساری سنسان ہے
اپنے قدموں کی آہٹ
سنائی نہیں دیتی

●●

پرانی نظموں کو تھرڈ ڈگری

☆ گنیش وسئیکر

ایک بار میں نے اپنی پرانی نظموں کو
تھرڈ ڈگری دینے کا ارادہ کیا
میلے کچیلے کپڑوں میں
داڑھی بڑھے شبدوں کو
ریمانڈ پر لینے کے بعد
بہت مارا
برف کی لادی (سِل) پر اوندھا لِٹا کر
اس کے گندے کولھوں پر
کالی نیلی نفرت بھری نظر سے
نئی نظموں کے بخیئے ادھیڑ دیے
ان کی کائی زدہ، خون سے لت
آتما دیکھنے کے لیے
نمک کے پانی میں ڈبو کر
مقعد میں، ٹائیگر بام گھسیڑ کر
میرے کانٹے والے پنجرے میں
ان کی چیخیں گونج رہی ہیں
ایک آدھ بار انھیں
چھوڑ بھی دوں میں پے رول پر
انکاؤنٹر کرنے کے لئے!!

●●

ساودھان

☆ لیلادھر کسارے

ساودھان، ہوشیار
کاشتکارو کھیت مزدورو!
اے محنت کش لوگو
خود دار دیس واسیو
عزت کو گروی رکھ کر
تمھاری کھیتی کا یوریا / ہضم کیا جا رہا ہے
تمھارے جانوروں کا چارا بھی چرا جا رہا ہے
اور محنت سے اگایا ہوا اناج بھی!!
تمھاری محنت کی کمائی پر
وہ حوالہ کانڈ بھی کر رہے ہیں
شئیر گھوٹالے بھی ہو رہے ہیں
حرام خور کوّے بھی منتظر بیٹھے ہیں
نیلے آکاش پر بھی قبضہ جمایا جا رہا ہے
یہ تمھارے ہاتھ قلم کر دیں گے
اس لیے کہتا ہوں
ساودھان، ہوشیار
گِدھوں کی ٹولیوں میں / اضافہ ہوتا جا رہا ہے

●●

خریدار

☆ مبارک شیخ

کل میں لوہے کے بازار گیا تھا
اتنی بھیڑ بھلا اس دکان پر کیوں ہے؟
دیکھا کہ / کلو کے حساب سے
لوگ کیلیں خرید رہے ہیں
ان خریداروں کے جانے تک / سینے پر ہاتھ رکھے
میں یوں ہی کھڑا رہا
دل کے یسوح (مسیح) کو سنبھالے ہوئے!

●●

مہذب

میرا گیارہ سالہ لڑکا
اسکول میں جو 'عہد' کرکے آیا ہے / 'مہذب' ہونے کا
مجھ سے مطلب پوچھ رہا ہے
میں لاجواب ہو کر / تل تل ٹوٹ رہا ہوں
مہذب ہونا / عہد تو خالی جگہ کو پُر کرنے کے لیے ہوتا ہے
انسانیت کے لیے نہیں
میں بھلا اسے / یہ کیسے سمجھاؤں

●●

مہانگر

☆ ملکہ امر شیخ

شہر کی یہ بور تصویر دیکھ کر
شیطان بھی جماہی لے گا
صبح اٹھو۔۔۔۔۔۔منہ دھو کر چائے پیو
کھانا کھاؤ۔سو جاؤ
کیا رشتہ ہے کسی کا کسی سے؟
رات خود کو سمیٹ کر سوتے ہوئے
یوں لگتا ہے
صبح کہیں مہتر
ہمیں بھی جھاڑ کر تو نہیں لے جائے گا؟
یہ شہر کسی مینڈک کی طرح خرانٹ ہے
صرف شاعری کے قلم باندھ کر کیا ہوگا؟
شاعری کا تو اپنا ذاتی آنگن ہوتا ہے
اس کے درختوں کو بعد میں پانی نہ بھی ملے
تو وہ جنگل کی مانند بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں
اپنی ہتھیلی پر کچھ بھی بچتا نہیں!
تیل کی چپچپاہٹ والے اس مشینی شہر میں
اپنے آپ کو چھوڑ کر
ہم کچھ بھی بو نہیں سکتے!!

●●

اسی لیے

☆ ملکہ امر شیخ

کچھ درخت خوب پھلتے پھولتے ہیں
جیسے سن سولہ کی لڑکی پیار میں پڑ جانے پر
یا شاید اُنھیں ایک دوجے کے پیار میں مبتلا دیکھ کر
درختوں پر بہار آتی ہو
تتلیاں اپنے رنگ برنگے پنکھ اُڑاتی
پھولوں کے بوسے لینے آجائیں تو
وہ کھل اُٹھتے ہوں
شاید نہیں
یقیناً میری دودھ پیتی بچی
ہاتھ پیر اُڑاتی رہے
اس لیے درختوں پر بہار آتی ہو
یقیناً
ایسا ہی ہوگا

●●

طوفان

☆ ملکہ امر شیخ

اب مجھے کسی طوفان میں گھرنا پسند نہیں ہے
کوئی طوفان آسمان کو چھونے والا نہیں ہوتا
اپنی سماعت کھو کر
زمیں پر لوٹ آنے والے طوفان مجھے ناپسند ہیں

سوکھی پتیوں پر بے سمت چلتے ہوئے
ان راہوں پر کھلی بہاریں / بجھتی چلی گئیں
اور میں نے جو غیر ضروری طور پر
مسلسل انتظار کیا / وہ بات اب پرانی ہو گئی ہے
میں آگے کی جانب رواں ہوں / میرے پیچھے جنگل جل اٹھے ہیں
میرے سپنوں کا گھروندہ سنبھالنے والا
ایک درخت بھی اب باقی نہیں بچا ہے

نہ جانے کتنے سال گذر گئے
میری جوانی کا ریشمی پہناوا
چونچ میں دبائے ہوئے
میرا محبوب کب کا اڑ چکا ہے
اور میں اب بھی اپنا جسم چھوتے بیٹھی ہوں
خود کلامی کرتے ہوئے
ناامیدی موت ہوتی ہے
جو مجھے ناپسند ہے

●●

ذمہ داری

☆ منیشا سادھو

بہت گپ لڑائی اس پر
خواہ مخواہ شرماتے ہوئے
گویا بالکل سچ ہو
اپنے پیار کی نشانی
کیسا مزہ ہے نا............؟
تمہارے جیسا ہی لڑکا
نہیں لڑکی......تمہارے جیسی
پیریڈ غلط ہونے پر
خوشیاں ڈراونی ہو گئیں
راستے پر دوڑتے ہوئے
گائنا کولوجسٹ کی تختیاں پڑھتے ہوئے
گھوم رہی تھی
اس دھوپ میں تم......اپنے پرسکون گھر میں
آم کا شربت پی رہے تھے
ندامت سے سر چکرایا

بھیڑ کے سارے چہرے
رشتے داروں کے لگے
دواخانے کا انتخاب مشکل ہو گیا تھا
سب کچھ نپٹا کر، کسی مردہ جسم کی مانند پڑی تھی
کہ تمہارا ایس ایم ایس آیا
"ڈارلنگ! ڈونٹ وری، ٹیک کیئر
پیر کو ملیں گے......مزہ کریں گے
اب ہمیں آئندہ
احتیاط برتنی ہوگی............!
میں لا کر رکھتا ہوں......!
گیٹ ویل سون۔"
اور میں سب کچھ بھول کر
حساب لگا رہی ہوں
کہ
خون کب ٹھہرے گا

••

کھیل

☆ منگیش پاڈگاؤنکر

ایسا یعنی کیسا؟ / کِھل اٹھا ہو پھول جیسا
پانی میں ڈولتی چاندنی جیسا! / جیسا تم چاہو ویسا
مجھے سمیٹ لینے پر / ہونے والے میل جیسا
یعنی کیسا؟ / ایسا۔۔۔۔!
بس یہ سب ہے کھیل / جب تک تیرا جی چاہے
تو بیٹھا، تب تک کھیل!

••

ایک واقعہ

ایک پرندہ آیا / آکر دانا لے اڑا
دوسرا آیا دانا لے کر بھاگا! / تیسرا آکر گانا گانے بیٹھا
گاتے گاتے اپنے سروں میں ڈوب گیا
چوتھے نے تیسرے پرندے کو / بڑی حقارت سے دیکھا
اور دانا چگ کر چل دیا / تیسرا اب بھی گاتا بیٹھا ہے
اپنے سروں میں ڈوبا ہے

••

مسز لیمیے کے لیے اناونس منٹ

☆ منیا جوشی

مسز لیمیے آپ جہاں کہیں بھی ہوں
فوراً مُلُنڈ اسٹیشن پر چلی آئیں
وہاں آپ کے پتی آپ کا انتظار کر رہے ہیں
سب کا جو اک مالک ہے شرڈی کے سائیں بابا
بچاؤ سب کو، دے دنا دن

لوگ راہ بھول جاتے ہیں
لوگ لوگوں کو بھول جاتے ہیں
لوگ سپر بلڈاپ اعتماد پر
سول اعلانات کرتے ہیں
لوکل گاڑی میں ذاتی جذبات
محدود سوچ!
بے خیالی میں اٹھنے والی کھجلی
اور اس کی اشتہا!

مسٹر اینڈ مسز لیمیے
پاپولر فلسفے کے پس منظر ہیں
ایک دوسرے کا انتظار
آمنے سامنے!!

●●

بازار

☆ مہندر کرگھوڑے

کل ہی میں نے پرانے بازار کا ایک چکر لگایا تھا
لال قلعے سے اگست کرانتی استھمب تک
بہت کچھ بھنگار بھاؤ سے مل رہا تھا
ایک دکان میں ایک چرخہ دھول کھا رہا تھا
اسے گھمانے کی کوشش کی تو
میرے ہاتھ کپکپائے
کباڑی نے کہا
''صاحب اگلی دُکان میں جاؤ اس کی خرید تمہارے بس کی نہیں ہے''
اگلی دُکان میں خون کا بڑا اسیل لگا تھا
ہرا، نیلا اور کیسری رنگ
کوڑیوں کے مول بک رہا تھا
کباڑی نے کہا
''ہر رنگ کی ایک شیشی اپنے گھر میں رکھ دو
اب تو الیکشن سر پر ہیں کون جانے کونسا رنگ

کب کام آئے "
جلیان وَالا باغ
کے بارے میں بھی اس نے
معلومات برائے فروخت رکھی تھی
کباڑی نے کہا
"اس میں بونسائی اچھے آتے ہیں
جو آپ کے ڈرائنگ روم کی شوبھا بڑھاتے ہیں"
آزادی کی لڑائی کے ایک سپاہی کا
کرتا بھی اس نے مجھے بتایا
اور کہا "خون کے دھبوں پر
اور گولی کے سوراخوں پر نہ جائیں
فیشن کے اس دور میں
سب کچھ چل جائے گا!!

●●

جلَق

☆ مہیش سیدانے

ان دنوں باتھ روم میں
ایشوریہ، منیشا، بروک، کیٹ
کی لگی تصویریں / بے معنی ہو کر رہ گئی ہیں
کسی چہرے سے کام نہیں ہو پاتا
ایڈز کی اخلاقیات
لپا چھپی *
چھاپا کاٹا (heads or tail)
دوبارہ کوشش
سارے چہرے/ تیز بھاگتے ٹریلر جیسے
ان دیکھے جسموں کے کولاژ
قدموں کی چاپ
آواز، رکاوٹ، گناہ، لاج
کنٹرول کا سادھن (کنڈوم)
غائب چہرے/گوبر میں تلوار
اندھیرے میں نکلنے والے تیر
ناکام کوشش/کھینچ تان کرلائے چہرے
شٹ (Shit)

●●

* ایک دوجے کو تلاش کرنے والا بچوں کا کھیل

نو آبادکاری

☆ **میگھا سامنت**

ہماری گاڑی جس گاؤں میں داخل ہوئی
اس گاؤں کی پلاننگ آنکھوں کو بھائی
اطراف کے گاؤں
بے ترتیب بسے ہوئے تھے
ایک گھر کا دروازہ دوسرے گھر کے پچھواڑے
نہ کوئی آنگن نہ پیڑ
ہر مذہب اور ذات کا محلہ الگ
ہر گاؤں کے اسکول کی ٹپکتی چھت
مگر یہ نیا گاؤں!
جس گاؤں میں ہماری گاڑی داخل ہوئی
اس گاؤں کی پلاننگ آنکھوں کو بھائی
ہر گھر کا ناپا تلا آنگن
آنگن میں تلسی کا پیڑ
رنگ و روغن سے سجا اسکول، دواخانہ

ایک راہ چلتے نے فخریہ انداز میں کہا
''اس گاؤں کی نو آبادکاری ہوئی ہے
گاؤں والوں کی تو چاندی ہوئی ہے''
ہمیں ایک بوڑھا بھی ملا راستے میں
''کاکا جی آپ کا گاؤں سدھر گیا ہے''
یہ سن کر بوڑھے کی آنکھوں میں پانی اتر آیا ہے
بھرائی آواز میں بولا
میرا گاؤں اس ''باندھ'' کے نیچے ڈوب گیا ہے
یہ تو سرکاری گاؤں ہے
جو بچوں کو ملا ہے
اس گاؤں میں میرا کیا ہے؟
بچوں اور بچوں کے بچوں کا، ہے یہ گاؤں
میرا گاؤں وہی تھا
جو ''بندھ'' کے نیچے ڈوب گیا ہے!

●●

کھیل

☆ نارائن کوٹھیکر

''تمھیں کونسا کھیل آتا ہے بچے؟''
(وزیر نے بچے سے پوچھا)
''میں دوڑ لگا سکتا ہوں''
(بچہ بولا)
بچے کے اس جواب پر
وزیر محترم کا ردعمل ہمیں معلوم نہ ہو سکا
کیونکہ اخبار میں
بس اتنی خبر چھپی تھی کہ
منتری مہودے نے
دلت بستی میں دورہ کر کے
دلت بچوں سے گھل مل کر باتیں کیں
خبر کے سنگ
(منتری جی کی)
تصویر بھی چھپی تھی
میں دوڑ لگا سکتا ہوں

مجھے دوڑنا آتا ہے
بچہ دوڑ رہا ہے
دوڑنا اس کے خون میں شامل
دوڑنا اس کا مستقبل ہے
اس کا دادا
دادے کا دادا، پردادا
سارے دوڑ لگاتے تھے
اپنی خاطر، اپنے نوالوں کی خاطر
باپ بھی اس کا
گاؤں کے مکھیا اور پولیس سے بچتا
جنگل جنگل دوڑتا تھا
ماں بھی گوری اور کالی نظروں سے بچتی
اپنا آپ بچاتی دوڑ رہی ہے!

انگلی تھامے
ساتھ میں بچہ دوڑ رہا ہے
دوڑنا ان کے خون میں شامل
دوڑنا ان کا مستقبل!!

●●

نظم ایسی ہو!

☆ نتین تنڈولکر

نظم سیدھی سادی ہو
دل سے نکل کر دل کو چھو لے
وہ الجبرا کے جیسی نہ ہو
جسے حل کرنے کے لیے
ذہن پر زور دینا پڑے
نظم تو سیدھی سادی ہو
ساڑی پہننے والی
کسی سادگی پسند
مراٹھی ماں کی مانند
وہ کسی ماڈرن ماں جیسی نہ ہو
جو کلب میں تاش کھیلتے ہوئے / انگریزی بولے
مراٹھی نظم مراٹھی زبان جیسی ہو
مہذب اور شائستہ
کیشوسوت اور بال کوی
کو جو پڑھتی ہو
وہ مائیکل جیکسن کی دھنوں پر ناچنے والی نہ ہو
بلکہ گیانبا (سنت گیانیشور) کی امرت بانی ہو
تکوبا (سنت تکارام) کی گاتھا ہو
شیوبا (شیواجی مہاراج) کی دہاڑ ہو
کرشن کی گیتا ہو

سیدھی اور سرل ہو
رام کے بان (تیر) کی طرح
ہمت اور جواں مردی سکھائے
نظم ۔۔۔۔کسی بھگوڑے، بدنما سیاسی چہرے جیسی نہ ہو
نہ ہی وہ انعام و اکرام کے لالچ میں گھری ہو
اس کا سیزیرین بھی ہوا نہ ہو
وہ معینہ مدت کے لیے
گربھ میں رہ کر جنم لے چکی ہو
شاعر کی اپنی بن کر
وہ کاغذ پر اتری ہو
اسے اپنے سیدھے سادے
بامعنی شبدوں پر ناز ہو
وہ کمپیوٹر کے الفاظ کی کلوننگ میں
کھونے نہ پائے کہیں
نہ ہی وہ انٹرنیٹ کے جال سے
انٹرنیشنل بننے کی کوشش کرے
نظم تو سیدھی سادی ہو
جو دل کو چھو لے
مگر ایسی نظم کہنے کے لیے
شاعر کا سادگی پسند ہونا بھی تو ضروری ہے
(جواب بڑا مشکل ہے)
شاعر جب کھو کر نظم کہے گا
قاری کے دل کو چھو لے گا
وہی نظم شاعر کو زندہ رکھے گی!! ●●

بھیگ جانے کو نئی دھوپ میں

☆ واسنتی مجمدار

مل جائے تو لے آؤ
میری خاطر ایک جنگلی پھول
پھر ایک بار جو مسکرائی
تو مڑ کر نہ دیکھا اسے!

مل جائے تو لے آؤ
میری خاطر ۔ ناگ کیوڑا
کیسے کہوں میں
یہ آب دار موتی
کب سے ہوا ہے دیوانہ
من مچل رہا ہے!

اب کہیں نہ ٹھہرو
ٹھیٹ میرے من میں اتر آؤ!

کب سے منتظر ہوں بھیگ جانے کو
نئی دھوپ میں!!

●●

نظم

☆ داسو ویدیہ

پریگنینسی
سونو گرافی، ابارشن، ٹریٹمنٹ،
سزیرین
انکیو بیٹر، سنگل سیٹر
جائنڈس
ٹرپیل پولیو
انفیکشن، وایرل ٹیمپریچر
کانسٹی پیشن، ایمی بیاسس
گچ کرن (کھجلی، داد)
پائلس، فشر
روٹ کینال، ڈینڈرف
کولیسٹرال، ڈائٹ
بی پی، شوگر
فاسٹنگ، پوسٹ میل
تھائی رائڈ
ہائی پر ہائی پو

فِٹس، ہیپے ٹیٹس

اے بی سی ڈی

ای ایف جی ایچ وائے زیڈ

موتی بندو، کانچ بندو

کیموتھیراپی

اٹیک

انجوگرافی، انجو پلاسٹی

بائے پاس، کارڈیوگرافی

آئی سی یو

ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، نیچروپیتھی

انگارا اور دھوپ

پوسٹ مارٹم

فیونرل

دسواں، چودھواں (تیجا یا چہلم کہہ لیں)

میٹھا کھانا

بدہضمی

ڈی ہائڈریشن، سلائن!!

●●

کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے

☆ وِجیا سنگھوی

کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے
آسمان کو چیرتی کڑکڑاہٹ میں
خود کو ریزہ ریزہ ہوتا دیکھنا
اپنی ہی لاش کو مسلسل ڈھونا
اپنے ہی سینے پر ماتھا ٹیک کر/ گرم گرم آنسو بہانا
کتنا نازک ہوتا ہے مولسری کے پھول جیسا اعتماد
اور جوہی کے پھولوں کی آن
نہ جانے تم نے کیا پایا/ میری انا کو ٹھیس پہنچا کر
جب ہوش ٹھکانے آئے/ تو پتہ چلا
میرا سارا جیون جس میں ڈھال دیا گیا ہے
وہ صرف جذبات کی صاف وشفاف دنیا ہے
مستقبل ہی نہیں/ بلکہ ''تجھ میں'' نہ جدا ہونے والا مہکتا ماضی
تمہاری بے اعتمادی کے جوالا مکھی میں پھٹ گیا ہے!
بدنامی کی آگ میں جل اٹھی سیتا نے
رام کو ٹھکرا دیا تھا/ یہ غم کی بات ہے یا خوشی کی
یا جس من کی خاطر بار بار جینا اور مرنا پڑتا ہے
سنسار کے چکر پر
من کے وشواس کا پُنر جنم نہیں ہے!!

●●

غصّہ

☆ ورجیش سولنکی

میرا بچہ
مجھ پر نقلی پستول تان کر کہتا ہے
''ہینڈس اپ''
میں بھی اس کی خوشی کی خاطر
اپنے ہاتھ اٹھا لیتا ہوں
وہ گولیوں کی بوچھار کرتا ہے!
یہ صرف ایک کھیل ہے
جو ہم اکثر کھیلتے رہتے ہیں
مگر دھیرے دھیرے
بچے کی آنکھوں میں
جو غصہ اتر رہا ہے
اس کا کیا؟

●●

دعا کرو بھئی دعا کرو

☆ ورجیش سولنکی

دعا کرو بھئی دعا کرو
کند ذہن بچوں کو
اعلیٰ تعلیم دلانے والے
والدین کے حق میں دعا کرو
جن مزدوروں کو
کمپنی سے اچانک وی آر ایس(VRS)
کا نوٹس ملا ہے
ان کی خاطر دعا کرو
راشن کی دکان سے
غائب ہوتے اناج کی خاطر
دعا کرو

دنگوں میں ناحق مرنے والوں
کے حق میں دعا کرو
ساری گاڑیاں صحیح سلامت
اپنی منزل تک پہنچیں، یہ دعا کرو
موبائل فون اور کریڈٹ کارڈ کی ''جے ہو''
یارو دعا کرو
ریلوے کی بینچ پہ اوندھا پڑا
شرابی سدھر جائے، دعا کرو!
سمندر میں مٹی پاٹ کر
کھڑی کی گئی
ان فلک بوس عمارتوں کے حق میں دعا کرو
ہمارے آپ کے اندر کا
کمینہ پن دور ہو جائے
یہ دعا کرو
دعا کرو، بھئی دعا کرو
بس دعا کرو!

●●

ظفر اور میں

☆ ورجیش سولنکی

ظفر کے گھر
میں نے رمضان میں شربت پیا تھا
اور اس کے نکاح پر کھائی تھی
شاہی بریانی
اس کی ماں بھی
میری ماں کے جیسی ہی ہے
اپنے گھر گرہستی کی خاطر
مر کھپ کر
اس کے چہرے کی رنگت بھی
میری ماں کے چہرے جیسی اتر گئی ہے
اس کے گھر کی دیواریں بھی
میرے گھر کی دیواروں جیسی
رنگ جشن کا اتر گیا ہے

کہیں کہیں سے پلستر بھی ادھڑ گیا ہے
اس کے ابا کا لہجہ بھی میرے باباہی کے جیسا ہے
جو ملک کے بٹوارے کا ذکر کرتے ہوئے
گلو گیر ہو جاتا ہے!
اس کے گھر کا نمک بھی
میرے گھر کے نمکدان میں رکھے
نمک جیسا ہی ہے
اس کے سالن میں ملا پانی
اسی زمین سے نکلا ہے
میرے آنگن کی تلسی پر
پڑنے والی سورج کی کرنیں
اس کی مسجد میں کھڑے نیم کے پیڑ پر
پڑنے والی کرنوں جیسی شفاف ہی ہیں
وہ بھی ایک دو مرتبہ تروپتیؔ اور دیوہؔ ہو کر آیا ہے
میں بھی کئی بار اپنی بیوی کے سنگ
کھجور اور چادر
پیر بابا کی درگاہ پر چڑھا کر آیا ہوں
ہم دونوں کو غالب اور تکارام
ہم عصر ہی لگتے ہیں
ہمیں اپنی ہی زندگی کا عکس

منٹو اور بھاؤ پادھے کی کہانیوں میں نظر آتا ہے
شراب کے نشے میں بھی ہم نے
کبھی ایک دوسرے کی قوموں کو
برا بھلا کہنے کی حماقت نہیں کی
اس کی ماں کو کینسر ہونے کی خبر نے
کئی دنوں تک میری آنت میں
السر ہونے کی سی تکلیف پہنچائی ہے

ہم افواہ نہیں تھے!
نہ ہم بنیاد پرستی کے لیبل تھے!
ہم تو دو وقت کی دال روٹی
اور ایک وقت کی بھرپور نیند کی کوشش میں
دن بھر سرگرداں رہتے
مگر نہ جانے کیوں
کچھ دنوں سے کوئی
گلی محلوں میں
ظفر اور میرے درمیان
فاصلہ پیدا کرنے والی باتوں کے
پمفلٹ بانٹ رہا ہے!!

●●

بچے ہنس رہے ہیں!

☆ وسنت اباجی ڈھاکے

بچے ہنس رہے ہیں
بلکہ کھلکھلا رہے ہیں
عوامی باغ میں آ کر بچوں کی ہنسی بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے
بازو کے تھانے کا سپاہی حیرت ناک نگاہوں سے
انھیں دیکھ رہا ہے
اور بچے ہیں کہ ہنستے ہی چلے جا رہے ہیں
خوف زدہ سیاسی کارکن
بھاگتے ہوئے
اپنے سیاسی رہنماؤں کے پاس پہنچ گئے ہیں
کہ بچے ہنس رہے ہیں
جانچ پڑتال ہو رہی ہے
ریاستی حکومت سے امداد کی اپیل کی جا رہی ہے
کسی ریٹائرڈ افسر سے اس کی جانچ کروانی ہے
کہ بچے ہنس رہے ہیں

کہیں اس کے پیچھے کوئی بیرونی ہاتھ تو نہیں
جن سنیما گھروں میں سپر اسٹاروں کی فلمیں لگی ہیں
وہاں بھی اُلّو بول رہے ہیں!
پوسٹر پر بنی چندر مکھی کا چہرہ کمھلایا ہے
لوگ عوامی باغ کی جانب چل پڑے ہیں
کہ بچے ہنس رہے ہیں
نقصِ امن کا خطرہ ہے
کرفیو لگانے کا سرکار کا ارادہ ہے
عوامی باغ میں تتلیوں کے پیچھے بھاگتے بچے
ہنستے ہی چلے جا رہے ہیں
ہنستے ہی چلے جا رہے ہیں
یہ سب ٹھیک نہیں ہے
ایک دور اندیش بولا
ہاں یہ سب ٹھیک نہیں ہے
کہ بچے ہنس رہے ہیں
عوامی باغ کو تہس نہس کرنے کا حکم صادر کیا گیا ہے
بندوق بردار سپاہیوں کو دیکھ کر بھی
بچے ہیں کہ ہنستے ہی چلے جا رہے ہیں
ہنستے ہی چلے جا رہے ہیں

●●

سنت سکھو

☆ وسنت دتاتریہ گرجر

سنت سکھو صبح سویرے
نہلاتی ہے پنجرے کے طوطے کو
صبح دودھ کی تھیلیاں تقسیم کرتی ہے
خود کی تھیلی نکال کر
دوسروں کے بچوں کو اسکول پہنچاتی ہے
دنیا بھر کے
کپڑے لتے دھوتی ہے
انٹرنیشنل اسکول سے بچے لے آتی ہے
دنیا کے سو جانے پر بھی
رات کی تھالی میں
دن کو انڈیل کر
سنت سکھو جاگتی رہتی ہے
پنجرے کے طوطے سے
باتیں کرتی رہتی ہے!

●●

پتھروں کے شہر کی نبض

☆ وِویک موہن راجاپوُرے

گرانٹ روڈ اسٹیشن کی موتری سے
وہ باہر نکلا
خود سے کچھ خفا خفا سا
اس کے سیاہ ماتھے پر ابھری پتھر کی لکیر
نمایاں تھی
جمنا مینشن کی گلی (سرخ بتی والا علاقہ) میں جاتے ہوئے
وہ ترنگ میں تھا
چہرے پہ نکھار
(فروغ مے سے درخشاں)
آنکھوں میں چمک ابھر آئی ہے
اندھی سیڑھیاں چڑھ کر
نرک کے اجالے میں اتر کر
وہ مجھ کو بھول گیا ہے

divine brothel divine hell

پردوں سے گھری کھٹیائیں
کھوئے کھوئے، خود سے خود کو
چھپاتے چہرے
پیشہ ور مسکان اور خفگی
پی کر آتے ہو... دھیرے
پردے کی اوٹ سے باہر نکلا
''بھوت ہے سالا یار تمھارا
سینے کے بالوں پر ہاتھ پھرا کر بولی
جو اپنی رانوں کے نیچے سے
پرکھوں کا گذرا وقت دیکھ چکی ہے
دس کے بجائے پانچ کا نوٹ
ہتھیلی پر رکھ دینے پر
وہ بھنّاتی ہے
لکڑی کے مافق...
وہ گھبراتا ہے، شرماتا ہے
سیڑھیاں اترتے ہوئے ان پر پھیلی
تھوک و بلغم کی ساری غلاظت
کاٹ کھانے کو ہے
اس سے تو ماسٹربیشن اچھا

دھواں اگلتے ہوئے وہ بولا
شادی کر لے ورنہ
ایڈز وِیڈز ہو جائے گا
میں نے یہ سمجھایا اس کو
لیکن وہ کھنّس میں (غصے میں) بولا
باپ ریٹائرڈ، بیکاری، بھوک، غریبی، لاچاری
I am helpless
Its dangerous
Almighty fu***** heaven
گاڑیوں کے جنگل میں
وہ برس رہا ہے
شادی کیا کروں تیرا بھو...
دلدّر کے پٹرول سے
جلتی ہوئی انتڑیاں (آنتیں)
کسے بیچ آؤں؟
یہ کہتا ہوا، ادھار پیسے لے کر
وہ پاگلوں کی سی ہنسی ہنستا ہوا
گرانٹ روڈ کی موتری میں داخل ہوا
بے بسی سے
میں اسے دیکھتا رہ گیا!!

طلوع آفتاب

☆ ہیر ابنسوڈے

اس اندھیرے دیس میں
میں آفتاب طلوع کرنے جارہی ہوں
کہ جہاں ......رحم کے طالب آفتاب
ہر موڑ پر غروب ہونے کو
پناہ گزینوں کی طرح / سر جھکائے کھڑے ہیں
صدیوں قبل ان کی خواہشات کو
جلاوطن کر دیا گیا تھا/ ساتھ ہی دوستو
زندگی کی ساری خوشیاں/ اور جشن بھی
تمہاری آنکھوں میں پھیلی مردنی کو اب مٹادو
اب ان میں بونے کے لیے نئے سپنے
اور انہیں بڑھاوا دینے کے لیے
نئی گر بھوتی کلیاں کھل اٹھی ہیں
چہرے سے خوف کا اندھیرا، دھو ڈالو
دیے تمہاری خاطر روشن ہیں
صدیوں سے چلی آئی
تمہاری تاریخی بددعاؤں کو
میں نے طوفانی ہواؤں سے
ٹھوکر لگائی ہے!!

●●

آج کی بات

(ایک کولاژ)

☆ ہیمنت دیوٹے

کس زبان سے کہیں
اور آخر کیا کہیں!
گلوبلائزیشن اچھا یا برا؟
اپنی فکر کریں یا اوروں کی؟
زبانیں زندہ رہیں گی بھی یا نہیں؟
بچوں کو کس زبان میں تعلیم دلائیں؟
ہم بھی کبھی صفر ہو سکتے ہیں
بم کانڈ میں بھسم ہو سکتے ہیں
دنگے میں کوئی چھرا ہی گھونپ دے
کیا آج بچے اسکول سے بخیر لوٹ آئیں گے؟
اس ماہ کی تنخواہ ملے گی؟
کس زبان میں بات کریں کہ باس خوش ہو جائے؟
سچ بولیں یا جھوٹ
خدا ہے بھی یا نہیں
کیا بھوت پریت ہوتے ہیں؟
اگر دل کا دورہ پڑ گیا تو؟
اب شاید بارش نہیں ہوگی

فضائی آلودگی دن بہ دن بڑھتی جا رہی ہے
بیکاری بڑھ رہی ہیں
قیمتیں بڑھ رہی ہیں
چھٹیوں میں گھر بیٹھ کر فلمیں دیکھیں
یا گاؤں جا کر والدین کی خدمت کریں!
سرکار ان دنوں کیا کر رہی ہے؟
ٹیکس کیسے بچائیں؟
وہ وڑا پاؤ کی گاڑی والا خوب کماتا ہے
گلے میں موٹی سی سونے کی چین (زنجیر) پہنتا ہے
سیلس ٹیکس، انکم ٹیکس بھرتا ہے کیا وہ؟
یہ بجلی کا بل اتنا کیسے؟
وہ تو اکثر غائب رہتی ہے
یہ راستے سال کے بارہ مہینے خراب کیوں رہتے ہیں
کرپشن، کرپشن، کرپشن
ووٹ دے کے فائدہ، چاروں جانب غنڈے
Net بھی ڈاؤن ہے
آپ کا بھی کوئی پتہ نہیں
کئی دنوں سے ملے نہیں
فون بند ہے
ٹی وی بھی بند ہے
کیوں کہ ''ساس بھی کبھی بہو تھی''
بکواس، ڈپریشن

آسیب زدہ ماحول
کیا اس بھکاری کو بھیک دیں؟
جانے کس گینگ سے جڑا ہو
اس گاڑی سے جو داڑھی والا اترا (تھا)
کہیں کوئی بم وم رکھ کر تو نہیں چلا گیا؟
اس بستی سے گزرتے ہوئے
ڈر سا کیوں لگا رہتا ہے؟
کیڈ بری میں کیڑے پڑے
کوک، پیپسی میں زہر ملے
نوراتری کا اتسو
کچرے کے ڈبے میں کنڈوم
ارے باپ رے
اس عورت کو چوتھی بھی لڑکی ہی ہوئی ہے؟
کیا کہا؟
ارے بھائی انگریزی نہیں آتی
اسی لیے تو ہندی میں بول رہا ہوں
آہستہ بول بھائی آہستہ
کل ہم کو پھر آنا ہے!!

●●

روزنامچہ

☆ ہیمنت دیوٹے

جب میں میل چیک کر رہا ہوتا ہوں
بیوی، ٹی وی پر ”کوئی اپنا سا“ دیکھ رہی ہوتی ہے
بیٹا کوئی گیم کھیل رہا ہوتا ہے
پتاجی ہال میں ٹی وی دیکھ رہے ہوتے ہیں
ماں دروازے کے پیپ ہول سے
لفٹ کے ذریعے آنے جانے والوں پر
نظر رکھے ہوتی ہے

میں جب اخبار پڑھتا ہوں
بیوی موبائیل پر کسی سے بات کر رہی ہوتی ہے
بیٹا ٹی وی میں آنکھیں گاڑے
”کارٹون نیٹ ورک“ دیکھ رہا ہوتا ہے
پتاجی بالٹی میں سر دیے
بھاپ لے رہے ہوتے ہیں

گفتگو بند نہ ہو...

ماں کچن کی کھڑکی میں کھڑی
کام والی (گھریلو نوکرانی) کا انتظار کر رہی ہوتی ہے
مگر جب میں گھر میں نہیں ہوتا
بیٹا مجھے یاد کر رہا ہوتا ہے
فون پر کہتا ہے
”بابا۔ تم جلدی سے گھر آجاؤ“
بیوی ایس ایم ایس کرتی ہے
آئی مس یو!
گھر آنے پر ماں باپ کے
آپس میں لڑنے کی
خبر مل جاتی ہے
ساتھ ہی یہ خبر بھی کہ
بک بک کرنے والی کام والی
ہمارا کام چھوڑ کر چلی گئی ہے

●●

تین نظمیں

☆ یشودھرا ساٹھے

(۱)

یہ تمھاری غلط فہمی ہے / کہ تمھیں مجھ سے پیار ہے
ایسا ہوتا تو یہ نیلے پھول
اس آکاش میں کھل اٹھتے
تمھاری اور ٹکٹکی باندھے ننھے پرندے
لہرا کر ٹہنی پر بیٹھ گئے ہوتے / نہ جانے کہاں سے اور کیسے
ایک لکیر / میرے تن من میں لہراتی ہے
اور میں کہہ اٹھتی ہوں کہ مجھے تم سے پیار ہے!

●●

(۲)

آپ نے ایک صدی قبل اگر جنم لیا ہوتا
یا آپ سو سال بعد بھی جنم لیتیں
تو کوئی فرق نہ پڑتا
کیونکہ آپ نے عورت کا جنم لیا ہے
آپ ڈاکٹر بنتی ہیں / انجینیئر بنتی ہیں
پائلٹ بھی بن جاتی ہیں / پڑھ لکھ کر سیانی کہلاتی ہیں
آپ استری مکتی (آزادیٔ نسواں)
کا اعلان کرتی ہیں

سورج نکلتے ہی پلّو ٹھونسے / کام پر چلی جاتی ہیں
آفس میں فائلوں کے ڈھیر / خالی کرتی ہیں
آپ کو آدھی رات میں
گھاسلیٹ (مٹی کا تیل)
کا ڈبّہ ہاتھ میں لے کر
آپ کا عورت پن جلایا جا سکتا ہے
باوجود اس کے آپ نہیں جل اٹھتیں / کیونکہ آپ نے عورت کا
جنم لیا ہے!
آپ ایک عورت ہیں
کسی کی بیٹی ہیں / کسی کی بیوی
کسی کی ماں / کسی کی بہو!

●●

(۳)

غروب آفتاب / دھوپ کو لوٹا رہا ہے
یہ سچ ہے / باقی تم کچھ نہ پوچھو
جانوروں کے گلے کی گھنٹیاں بج رہی ہیں
شام ہو گئی ہے / گھر واپس آنے کی گھڑی ہے
یہی سچ ہے / باقی تم کچھ نہ پوچھو
میں تھکی ہوئی ریلنگ تھامے کھڑی ہوں
ایسے میں مجھے کیا چاہیئے! ●●

ایک شب جل اٹھے جسم نے

☆ یشودھرا ساٹھے

ایک شب
جل اٹھے جسم نے
بہنے دیا
لمس ہونے کی حد تک
مگر اندر بیٹھی تتلی تک
لمس کی رسائی
کبھی نہیں ہو پائی!

اس کی مسلسل پھڑ پھڑاہٹ
جب تمہیں دکھائی دے گی
تب تک راتیں
بیت چکی ہونگی!!

••

وقار قادری کی دیگر تصانیف

دلت کتا: (مراٹھی دلت کہانیوں کے تراجم/ساہتیہ اکیڈمی ترجمہ انعام یافتہ کتاب) دوسری اشاعت
تتلی رنگ: (بچوں کے لیے مراٹھی کہانیوں کے تراجم)
اعتراف کتابی سلسلہ **ندا فاضلی نمبر:** مرتب بہ اشتراک ڈاکٹر رام پنڈت و محمد اسلم پرویز
سہ ماہی تکمیل- ڈاکٹر **رام پنڈت نمبر** (مرتب)
وقت کی صدیاں - داؤد غازی مرحوم کا مجموعہ مع اضافہ (مرتب) دوسری اشاعت
فانوس حرم: (عارفانہ کلام) حامی کردوی (مرتب بہ اشتراک شرف کمالی و شمس کردوی)
کلام شمسی : (عارفانہ کلام) شمس کردوی (مرتب)
حج نامہ ۱۹۵۵: حامی کردوی (حج کا سفرنامہ) (مرتب)
فانوس حرم و کلام شمسی: (دیوناگری) مرتب

وقار قادری کی دیگر زیر اشاعت تصانیف

۱) سمندر بولتا ہے	ناولٹ		
۲) کھیل تماشا	طبع زاد نظمیں		
۳) دو سفر	(سفرنامے)		
۴) مراٹھی کتھا	(مراٹھی کہانیوں کا انتخاب)		(ترجمہ)
۵) **کتھنی**	(مراٹھی خواتین کی آتم کتھائیں)		(ترجمہ)
۶) مجھے منظور ہے اپنی تباہی	(آتم کتھا)	ملکہ امر شیخ	(ترجمہ)
۷) کہتی ہوں سنو!	(آتم کتھا)	ہنسا واڈکر	(ترجمہ)
۸) جہاد	(آتم کتھا)	حسین جمعدار	(ترجمہ)

اعتراف کتابی سلسلہ یعقوب راہی نمبر: مرتب بہ اشتراک ڈاکٹر رام پنڈت و محمد اسلم پرویز

مذکورہ کتب: کتاب دار سے حاصل کریں۔
108/110، ٹیمکر اسٹریٹ ممبئی 008 400 سے منگائی جاسکتی ہیں۔
فون: 9869 321477 / 9320 113631